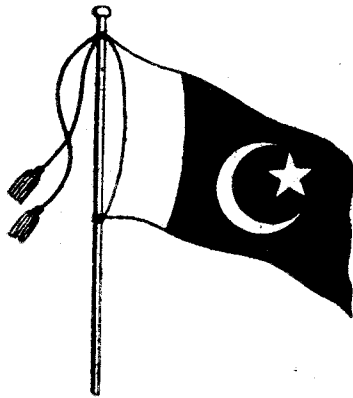




۲۸۶۰



**SHAMS-UL-ISLAM,**  
**BHERA (Pakistan)**

باہتمام ایم ظہم حسین - ایڈیٹر - پرنٹر - پبلشر  
نڈائی برفی پریس سرگودھا سے چھپکر بھیرا (پاکستان) سے شائع ہوا

طبعی  
علاقہ  
سورج  
سورج  
سورج  
سورج

# عیوب نفس کی معرفت

(از مولانا ابن الانوار سید محمد ازہر شاہ صاحب قیصر کشمیری دیوبند)

برائی سے پاک ذات صرف خدائے برتر و بہتر کی ہے، مخلوقات میں سے کسی کا عیب اور برائی سے بچے رہنا عقلاً اور شرعاً ثابت و ظاہر ہیں۔ کیا نبی اور ولی کیا شفیق اور غنی، کیا چھوٹا اور بڑا، کیا اچھا اور بُرا، کیا بدنگان اطاعت گزار و عبادت شعار اور کیا زندانِ مَسْکَر و حراخواری غرض کہ ہر ایک میں بوجہ بشریت و انسانیت کوئی نہ کوئی عیب، کوئی نہ کوئی برائی اور کوئی نہ کوئی نقص ضرور موجود ہے۔ ان میں بھی جنہوں نے نفس کی تطہیر و تنویر کے لئے کسی مرشد کامل کے آگے ساہا سال زانوئے عقیدت طے کئے اور تہذیب اخلاق اور تفصیل انسانیت کے لئے بڑی بڑی محنتیں اور بڑی بڑی مشقتیں اٹھائیں اور ان میں بھی جنہیں عمر بھر میں کبھی ایک مرتبہ بھی عیوب نفس کی معرفت کی توفیق حاصل نہیں ہوئی اور جو ہمہ وقت ملاحظہ و مناہی میں گھرے رہے۔ کل فوق ذی علم علم جس طرح صحیح ہے اسی طرح یہ بھی درست ہے کہ عیوب و نقائص میں بھی تفاوت اور کمی بیشی پائی جاتی ہے۔ ہم میں سے کوئی بہت ہی عیب زدہ ہے ایسا کہ نہ اپنے گھر کی زندگی میں اپنے بال بچوں کے ساتھ ہمارا سلوک نیک نہ باہر کے ماحول میں ملنے جلنے والوں سے معاملہ صحیح نہ مذہبی فرائض کی ادائیگی مناسب اور نہ اخلاقی ذمہ داریوں کی تکمیل بجا مزاج ہے تو وہ خراب، فہم ہے تو وہ ناتق، دیانت ہے تو وہ کمزور، رائے ہے تو وہ سست۔ کام ہے تو وہ خراب اور دانش و دیدہ وری ہے تو وہ کیاب۔ اور بعض ایسے ہیں کہ ان میں عیوب کی شدت ہیں۔ خال خال کوئی کمی پائی جاتی اور گاہے گاہے کسی کمزوری کا اظہار ہوتا ہے۔ وہ فرائض کے تلواریں تیز اور بال سے باریک رستوں پر بھی گزر جاتے ہیں۔ غرور و فکر کرنا بھی جانتے ہیں، مدنیت و معاشرت کے قوانین بھی انہیں معلوم ہیں اور اتحاد و یکجا نگت کے اصول بھی ان کے پیش نظر ہیں۔ نمازیں بھی پڑھتے ہیں، روزے بھی رکھتے ہیں۔ حج کا فریضہ ادا کرنے کے لئے ہزاروں بل گرفت بھی طے کر لیتے ہیں۔ زکوٰۃ اور صدقہ بھی دیتے ہیں لیکن بائیں ہاتھ ان سے کسی نہ کسی دقت کبھی ایسی کمزوری، کھد عیب اور نقص کا اظہار ہوتا ہے جو ان کی بشریت کا اعلان کرتا اور ان کی انسانیت کا راز کہتا ہوتا ہے۔

## عیوب نفس اور آگاہی

یہ ثابت و ظاہر ہے کہ انسانوں میں انسان کی کمزوریاں، طبعی نقائص اور مزاجی عیب پائے جاتے ہیں

یہ دوسری بات ہے کہ وہ کم ہوں یا زیادہ، شدید ہوں یا ضعیف، کثیر ہوں یا قلیل، اس کلیہ کو مان لینے کے بعد کوئی وجہ نہیں کہ کم عیب کو لازماً بشریت اور نقص و ناتمامی کو خاصۃً انسانیت نہ سمجھیں اور ان سب امور کو برداشت کر لینے کا جذبہ ان سے غرض نجر اور قطع نظر کرتے رہنے کا سلیقہ نہیں حاصل ہو۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ بہت ہی معیوب انسان سوسائٹی اور ماحول برگراں ضرور ہوتا ہے اور شدت سے عیوب میں گرفتار و محصور آدمی ہی ہر ایک کے لئے وبال جان اور ہر ایک کام کے لئے مضر ثابت ہوتا ہے۔ عیوب کی اسی شدت کو کم کرنا اور مزاج کی غلط کیفیات کو نقطہ اعتدال پر لانا ہی دراصل تصوف و تزکیہ ہے۔ اسی تہذیب نفس کے لئے بزرگان دین نے تصوف کی بالکل مستقل تحریک جاری کی۔ اسے باقاعدہ فن کی حیثیت سے مرتب و مدون کیا اور اس کے اصول و قوانین کے ماتحت دینی اور دنیاوی عیوب سے ملوث انسانوں کی پاکدامنی اور پاکبالی کی جدوجہد کی۔ ان کے دل سے گناہوں اور برائیوں کو اس طرح نکالنے کی کوشش کی جس طرح دھو بی پکڑے کو بار بار پیرے پر مار پھاڑ کر اس کے میل پچیل کو نکالنے کی کرتا ہے اور جس طرح لومار نوپے کو بار بار آگ میں تپا جلا اور کوٹ پیٹ کر اسے صاف کرنے کے لئے کرتا ہے۔ بزرگان دین کا قول ہے کہ نفس کی تہذیب و شائستگی اور پھر اعمال کی صحت و درستگی بہت حد تک ممکن ہے کہ بشرطیکہ انسان کو اپنے نفس کے عیوب پر اطلاع ہو جائے جو شخص اپنی برائیوں اور بد عملیوں پر مطلع نہ ہو اس سے اس کی توقع ہی نہیں کہ وہ راہ راست برآئے گا۔ اور مگر اسی کی جس لعنت میں وہ گرفتار ہے اس سے اسے نجات مل سکے گی البتہ وہ شخص بہت حد تک قابل اصلاح ہے جو اپنی کمزوریوں پر آگاہ ہو جائے خود نکتہ چینی کی جسمیں صلاحیت ہو اور اپنے عیوب کی داغ بیل کی جے عادت ہو۔ اصلاح نفس کی پہلی منزل ہے اور تصوف و طریقت کے بلند مقامات تک جا پہنچنے کا پیش خیمہ اسی لئے حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ

اِذَا اسَاَدَ اللّٰهُ لِعَبْدٍ خِيْلًا بِصُورَةِ عِيُوبٍ      جب اللہ کسی بندہ کے ساتھ کوئی بھلائی چاہتا ہے تو اسے اپنے نفس کے عیب دکھا دیتا ہے اور انکی پہچان کرا دیتا ہے۔  
نفسہ

دوسرے کے مشابہہ کی چیز ہے لیکن پہچانیں کہ پھر اسے بیان کر کے معاملہ کی اصل صورت حال کی طرف آپ کے ذہن کو منتقل کر دیا جائے۔ زید ایک نہایت ہی بد خو اور بد مزاج آدمی ہے۔ بات بات پر بگڑ بیٹھتا، ذرا ذرا سی چیزوں پر برا فروختہ اور منٹ منٹ میں غضب اور غصہ سے مغلوب ہو کر مار دھاڑا اور کالی گھونچ پر آمادہ ہو جانا اس کی عادت ستمرہ ہے۔ آپ اس کی ان بری عادتوں سے ہزار تنگ ہوں۔ ہزار کڑھیں اور تکلیف اٹھائیں ہزار اسے سمجھائیں اور سبق ہدایت پڑھائیں لیکن اس کی اصلاح و تغیر حال کا کوئی رستہ نہیں نکلتا اور اس کی تربیت و تہذیب کی کوئی صورت نہیں بن پڑتی۔ ایسے وقت میں ضروری ہے کہ کسی خاص تدبیر سے زید کو اس کے

عیوب پر ایک نظر ڈالنے پر توجہ دلائی جائے اور اسے بتایا جائے کہ وہ ایسا کرتا ہے تو اس کے اتنے غلط نتائج برآمد ہوتے ہیں اور اس کے برے اعمال سے ایسے سنگین نقصانات پیدا ہوتے ہیں، دوسروں کے سبھانے یا خود اپنی طبیعت اور باطن کی کسی قوی اور فراسی تحریک سے اگر انسان اپنے عیوب نفس پر آگاہ ہو جائے تو پھر نفس کی تہذیب و تکمیل کی تمام منزلوں سے گذر کر اس کا انسانیت کی اعلیٰ صفات سے بہرہ مند ہو جانا بعید نہیں۔

## اصلاح نفس کے طریقے

ذاتی عیوب کی معرفت کے بعد نفس کی اصلاح و ابتعاظ کے لئے کئی طریقے اختیار کئے جاسکتے ہیں جو بزرگان دین کے یہاں بکثرت مروج ہیں۔ اور ان کی تصانیف عالیہ میں تفصیل و تطویل مذکور ہیں۔ اس آخری دور میں نامور عالم و منصف حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ نے بالخصوص اس موضوع پر اپنی تصانیف میں کلام فرمایا ہے۔ متکلم و مفکر اسلام حضرت امام غزالی رضی اللہ عنہ نے اپنی ایک تصنیف ”لباب الجہاد“ میں فرمایا ہے کہ

اصلاح نفس کا سب سے اعلیٰ طریقہ یہ ہے کہ اپنے مشائخ میں سے کسی شیخ کے آگے بیٹھے اور جو کچھ تعلیم وہ اس کو فرمائے اس میں مشغول ہو جائے۔ سو یہاں اس پر کبھی کبھی خود ہی پردہ اسرار کھلے گا اور کبھی شیخ اپنے باطنی تصرفات سے اسے کھول دے گا۔ یہ طریقہ بہتر اور بہت اچھا ہے۔ مگر اس زمانہ میں یہ طریقہ نایاب اور کیا با ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کبھی ایسے رفیق صالح کو تلاش کرے جو اس امر کے بھیدوں سے واقف ہو۔ یہ طالب اس کی صحبت میں رہے اور اس کو اپنے نفس کا نگران بنائے تاکہ وہ اس کے حالات کی دیکھ بھال کرتا رہے، اس کے شب اس کو بتاتا رہے اور اصلاح کی ہم جاری رکھے۔ بڑے بڑے دین کے امام ایسا ہی کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ

رحمہم اللہ! اس عہد اہل الی عیوبی خدا اس مرد کا بھلا کرے جو مجھے میرے عیوب کا تحفہ دے۔

اور ایک دفعہ حضرت سلمان ان کے پاس آئے تو ان سے پوچھا کہ کیا میری ایسی کوئی بات تم تک پہنچی جسے تم نے پسند نہ کیا ہو؟ انہوں نے اس امر سے معافی چاہی تو اسرار کیا۔ پھر انہوں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تمہارے دسترخوان پر آٹھ دو دو سالن ہوتے ہیں، اور آپ کے پاس در جلے ہیں ایک دن کے پینے کا اور ایک رات کے پینے کا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اس کے علاوہ کوئی اور خبر کہا کہ نہیں۔ فرمایا کہ ان دونوں باتوں کی تو اصلاح کر چکا ہوں۔ اور حدیثِ رضیہ سے جو منافقوں کے بارہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدار تھے دریافت کرتے کہ کیا تم مجھ میں کوئی نفاق کا نشان دیکھتے ہو؟ دیکھو وہ کیسے گرامی قدر اور ذی مرتبہ ہونے کے باوجود

اپنی ذات پر تہمت دھرتے تھے، پھر تم کو اگر ایسا کوئی رفیق دستیاب نہ ہو تو حاسدوں کی بات پر دھیان کرو، کیونکہ کوئی نہ کوئی حاسد تو تمہیں ایسا ضرور مل جائے گا جو تمہارے عیب زکات اور انہیں بڑھا چڑھا کر بیان کرتا ہو گا۔ پس ان سے فائدہ اٹھاؤ اور اپنے نفس کو ان عیبوں سے ہٹم کر دو رخصت نہ کرو، اور جب کوئی شخص تمہارے عیب سے آگاہ کرے تو گرم مزاج اور خفا مت ہو کیونکہ عیب تو سانپ اور بچھو ہیں جو تمہیں دنیا اور آخرت میں ڈستے رہتے ہیں۔ بس جو شخص تمہیں یہ بتائے کہ تمہارے کپڑوں میں سانپ لگا بیٹھا ہے جو تمہیں ڈس لیکا تو تمہیں اس کا ممنون احسان ہونا چاہئے نہ کہ اس پر خفا، تمہارا اس پر ناراض ہونا ظاہر کرے گا کہ تمہارا ایمان بالآخر ابھی کمزور ہے اور تم اسے غنیمت سمجھو گے تو تمہارے ایمان کی مضبوطی ظاہر ہوگی، ناپسندی کی آنکھ برائیاں دکھایا کرتی ہے۔ سو ایمان کی مضبوطی سے یہ فائدہ ہو گا کہ تم حاسدوں کی ملامت اور ہتکتہ چینی کو غنیمت سمجھو گے۔ حضرت پیسے سے کسی نے پوچھا تھا کہ تمہیں ادب کس نے سکھایا؟ جواب میں انہوں نے فرمایا کہ کسی نے نہیں، میں نے جاہلوں کی جہالت اور عیب زدہ لوگوں کا عیب دیکھا اور خود ان سے بچنے کی سعی کی اور یہ بھی عیوب سے بچنے اور نفس کی کمزوریوں سے نجات پانے کی ایک صورت ہے جو حضرت عیسیٰ جیسے عالیشان پیغمبر نے اختیار فرمائی تھی۔

## اعتذار

ماہ جولائی کے رسالہ کی کاپیاں کاتب صاحب کے بیمار ہونے کی وجہ سے بروقت تیار نہ ہو سکیں جس کی وجہ سے رسالہ تاریخ مقررہ پر شائع نہ ہو سکا۔ جس کا افسوس ہے۔  
قارئین شمس الاسلام کی خدمت میں جولائی و اگست کا رسالہ پیش کیا جا رہا ہے۔ آئندہ رسالہ اپنے وقت پر انشاء اللہ العزیز شائع ہوتا رہے گا۔  
(بہ نجر)

## سرخ نشان

دائرہ میں سرخ نشان سالانہ چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔ آئندہ ماہ کا رسالہ بذریعہ دی پی ارسال ہو گا جس کے زائد اخراجات سے بچنے کے لئے بہتر صورت یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجیں۔ خریداری منظور نہ ہو تو اطلاع دیں۔ خدا را دی پی واپس فرما کر ایک اسلامی ادارے کو ناسحق نقصان نہ پہنچائیں خط و کتابت کرتے وقت خریدی نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ (غلام حسین شجر شمس الاسلام)

## ہارِ حیرت

(انہر محترم فیض صاحب لودھیانوی بھلوال)

(۱۰)

کبھی پنجاب تھا انسانیت کی آنکھ کا تارا : مگر اب بہہ رہا ہے اس زمیں پر خون کا دھارا  
 بہادر کس کو ہم سمجھیں مسلمان کو کہ ہندو کو : کہیں اس نے اُسے مارا کہیں اُس نے لے مارا  
 اگر انصاف سے دیکھو تو یہ دونوں ہی بزدل ہیں : چلایا ظالموں نے بے بسوں پر ظلم کا آرا  
 ستایا عورتوں کو اور بچوں پر ستم توڑے : یونہی تارخ میں بدنام ہے چنگیز بے چارا  
 جہاں لڑنا دلیری تھا وہاں سے دم بخود بھاگے : وہیں مرتے اگر ہوتا دلوں میں موت کا یارا  
 ہزاروں غم کے مارے پھر رہے ہیں آج غربتیں : پریشانی میں جن کو یاد آتا ہے وطن پیارا  
 مصیبت میں پھنسا یہ بھی مصیبت میں پھنسا وہ بھی : جو کہتا ہے کہ میں جیتا حقیقت میں وہی ہارا

ہوا ہے فیض جو کچھ حیرت ہے اُس میں فرنگی کی

کہہ در پردہ اسی مکار کا یہ کھیل تھا سارا

ہر قسم کی سٹیشنری کا سامان اور رستی کا پیاں  
 ریاض بک ڈپو بھلوال سے خرید فرمائیں

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# رویداد عرس مبارک حضرات خواجگان عثمانیہ نقشبندیہ مجددیہ

مقام روپڑ شریف (ضلع سمیٹ پور)

(از محترم شمس الدین صاحب ریٹائرڈ تحصیلدار کروی۔ گوجرانوالہ)

حسب معمول سالہائے سابق امسال بھی حضرات خواجگان سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا عرس شریف مسنون طریقہ پر نہایت عزت و احترام سے منایا گیا۔ کسی غیر شرعی رسم و رواج کا کوئی دخل نہ تھا۔ البتہ مستورات کی شمولیت قابل اعتراض پائی گئی۔ جس کے انسداد کی طرف حضرت قبلہ خواجہ مولانا عبدالحی صاحب سجادہ نشین کی توجہ مبذول کرائی گئی۔ امید ہے کہ حضرت موصوف کی ہدایت سے عرس شریف کے ایام میں مستورات کی شمولیت قطعی ممنوع قرار دیجاسکیگی۔ البتہ اس کے علاوہ اگر مستورات زیارت و حصول برکت کے لئے کسی وقت آنا چاہیں تو کوئی مضائقہ نہ ہوگا۔ ۱۸ رفاہیت ۲۱ رجون متواتر چار یوم بارانِ طریقت کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہا۔ چاروں طرف سے مریدان باخلاص گروہ درگروہ کلمہ شریف کا ذکر باخبر نہایت خوش الحانی سے کرتے ہوئے جب خانقاہ شریف میں داخل ہوتے تھے۔ تو بعض اہل دل کے جذبات قابو سے باہر ہوکر ایسا جاذبِ نگاہ پیدا کر دیتے تھے کہ سنگِ دل سے سنگِ دل آدمی پر بھی وقت طاری ہو جاتی تھی۔ مزید برآں شب و روز ہر لحظہ و ہر آن ذکر و کامشغلہ و جذبہ انسانوں کے علاوہ چرند پرند۔ شجر و حجر کو بھی زبانِ حال سے اُن کا ہمنوا بنا رہا تھا۔ غرضیکہ اللہ پاک کے ہی ذکر و فکر کا مشغلہ تھا۔ اور درود شریف و نعت خوانی رنگ آلود دلوں پر صیقل کا کام دے رہی تھی۔ اور صبح و شام ختم القرآن و ختم خواجگان کا باقاعدہ انتظام تھا۔ چنانچہ اوداعی دوائے خیر کے وقت ۱۸۔۳ ختم القرآن کئی لاکھ بار درود شریف و کلمہ شریف کے ختم ایصالِ ثواب کے لئے حاضرین نے پیش کئے۔ پسند و نصح کے لئے ذیل علمائے کرام بھی موجود تھے جنہوں نے حضرات خواجگان عثمانیہ کے مناقب بیان کرنے کے بعد تصوف و پابندی ارکان اسلام پر مفصل و مؤثر تقریر فرما کر حاضرین کو مستفیض فرمایا۔ عدلانِ تقریر میں کئی اہل دل و جدیں آگئے۔

۱۱۔ حضرت مفتی عطاء محمد صاحب رتوی ۱۲۔ حضرت مولانا مولوی محمد عمر صاحب مناظر اچھرہ لاہور۔

۱۳۔ صوفی سکندر صاحب کوٹھی ریال ۱۴۔ حافظ محمد اسحاق صاحب و مولوی عبدالرحیم صاحب حافظہ اللہ بخش صاحب چکوال ۱۵۔ مولوی منظور الہی صاحب شیرپوری ۱۶۔ مولوی محمد نجفی صاحب حضور نویس درگاہ شریف ۱۷۔ اخیر پر بعض ہمدرد ہی خواہان اسلام کی طرف سے پاکستان کو اسم باسٹی بنانے اور اسکے استحکام

و حفاظت کے لئے ذیل تجاویز اہل مجلس جس کی تعداد چار ہزار کے قریب تھی پیش کر کے حاضرین مجلس کی متفقہ رائے سے پاس کر رکھ کر حضرت قائد اعظم و دیگر اراکین حکومت و حضرت شیخ الاسلام مولانا مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی و پیر صاحب مالکی شریف و پیر صاحب گولڑہ شریف کی خدمت میں برادکار روائی پاس شدہ تجاویز کی نقول بھجوائیں۔

۱۔ استھ کام و حفاظت مملکت خداداد پاکستان کے لئے ہر قسم جانی و مالی قربانی کرنے کے لئے جملہ اہل اسلام بالخصوص خدام و دیاران طریقت کو ہر وقت تیار رہنا چاہئے۔ محرک حضرت قبلہ مولانا مولوی عبدالحی صاحب سجادہ نشین۔ ۲۔ قرآنی و اسلامی نظام کا اجراء اور موجودہ غیر شرعی نظام کی تیسخ کا مطالبہ۔ محرک جناب قبلہ مولانا مولوی محمد بخش صاحب حضور نویس (سج)، دفتری زبان کا علمبردار اردو رسم الخط میں اسوائے امور خارجہ کے محرک میاں امام علی سکنتہ کرب عثمانی (رد)، موجودہ نصاب تعلیم کی بجائے اسلامی نصاب تعلیم حسین قرآن شریف، دینیات عربی فارسی اردو کو لازمی رکھا جاوے گا پڑور مطالبہ محرک حافظ محمد اسحاق صاحب چکوال۔ ۳۔ پاکستان کو اسم بامسمیٰ بنانے کا ابتدائی قدم شراب خانہ و قبیہ خانوں کو ہٹانے کا مطالبہ۔

مندرجہ بالا جملہ تجاویز کی تائید حضرت صاحبزادہ عبدالباقی صاحب مفتی عطا محمد صاحب شمس الدین ریٹائرڈ فیصلہ ر مولوی منظور الہی صاحب و مولوی محمد بخش صاحب شیرپوری و حافظ الدین بخش صاحب و حافظ محمد اسحاق صاحب چکوال و محمد صدیق و مقرر خان چوہان، مبردار سلطان خاں، غلام بھدی خاں، عوبیدار مہر خاں و صوبیدار مدد خاں و جملہ حاضرین مجلس نے کی ہے۔ آخر یہ حضرت مفتی عطا محمد صاحب رتوی نے جملہ حالات حاضرہ پر تبصرہ فرماتے ہوئے حاضرین مجلس کی خدمت میں پاکستان کی موجودہ مشکلات کو ظاہر کر کے اسکی کامیابی فتح و نصرت کی دعا کرائی۔ اور فرمایا کہ ظاہری کوششوں کے ساتھ روحانی کوشش کا سلسلہ نیچکا نہ سازوں اور سحری کے اوقات میں جاری رکھا جاوے۔ کہ اللہ پاک از باب حکومت کے دلوں میں صحیح اسلامی جذبہ اور پاکستان میں موعودہ اسلامی و قرآنی نظام کی توفیق عطا فرماوے۔ اور حضرت قائد اعظم محمد علی جناح کی عمر میں برکت دیوے۔ تاکہ وہ پاکستان کے استھ کام و حفاظت اور رعایا کی خوشحالی و فائدہ البالی کی ہر ممکن کوشش کر سکیں۔ اسلام غالب روشن و زندہ باد۔ شمس الاسلام پاکستان تباہ و برباد باد۔ امین۔ امین۔

دارالعلوم عزیزیہ کا داخلہ ۵ سوال سے لیکر ۱۵ سوال تک رہے گا۔ طالبان علوم و دینیہ کو تائخ مقررہ تک پہنچ جانا چاہئے۔



# شذرات

## عبر و عبر

(ادامہ)

**فتنہ رفض و مرزائیت اور شمس الاسلام :-** تاریخ شمس الاسلام میں سے ہمارے بعض کرم فرما دوست سوال کرتے ہیں کہ کچھ عرصہ سے رسالہ شمس الاسلام میں رفض و تشیع اور مرزائیت کے فتنوں کے خلاف مضامین شائع نہیں ہوتے جیسا کہ ہمیشہ سے اس رسالہ کی بنیادی پالیسی یہ رہی ہے۔ حالانکہ ان فتنوں سے اب بھی غافل رہنے فکر و نظر نہ چاہئے حصول پاکستان کے بعد تو یہ باطل گروہ اور نئے نئے اسلحہ سے مسلح ہو کر مسلمانوں کے متابع دین و ایمان کو ٹوٹنے کے لئے ڈاکہ زنی کر رہے ہیں۔ جیسا کہ آجکل عام طور سے یہ نعرہ بلند کیا جا رہا ہے۔ کہ اس قسم کے مسائل کو چھپرانا اور شیعوں مرزائیوں کے خلاف لکھنا بولنا تفرقہ انگیزی ہے۔ کیا خدا نخواستہ آپ بھی یہ سمجھنے لگے ہیں۔ اور اس واسطے آپ نے پالیسی بدل دی ہے۔ یا اور کوئی خاص وجہ ہے؟

ہمارے اور بہت سے احباب کے دلوں میں بھی یہ سوال ضرور پیدا ہوا ہو گا۔ اس لئے اس کے متعلق ہم آج کی صحبت میں کچھ حقیقت حال مانع کر کے اُن حضرات کی تسلی و اطمینان کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت مولانا ظہور احمد صاحب بگوتی نے مجلس حزب الانصار اور اس کے دوسرے شعبوں کی تاسیس اور رسالہ شمس الاسلام کا اجراء اسی غرض کے لئے کیا تھا۔ کہ علمی اور عملی طور سے ایک ایسی مضبوط و منظم اجتماعی جدوجہد کی جائے جس سے رفض و مرزائیت کا وہ بے پناہ سیلاب رُک جائے جو ہندوستان میں عمر کا اور پنجاب کے بعض حصص میں خصوصاً دین کی عمارت کو تہ دبالا کر رہا تھا اور ہزاروں مسلمان صراطِ مستقیم سے ہٹ کر ضلالت و گمراہی کے عمیق گڑھوں میں گرفتار رہے تھے۔ اور حق یہ ہے۔ کہ مولانا مرحوم اپنے اخلاص و صداقت اور بے نظیر جدوجہد اور علمی کمالات کی بنا پر اپنے اس مقصد میں کافی حد تک کامیاب ہو گئے۔ اور دونوں گروہوں کو اپنے عوامِ شہنشاہ میں ناکامی کا منہ دکھانا پڑا۔ اور امتِ مسلمہ ان چالاک شکاریوں کے دامِ فریب میں پھنس کر ابھی خسران و تباہی میں مبتلا ہونے سے محفوظ و مامون ہو گئی۔ یہ جہاد فی سبیل اللہ ابھی جاری تھا کہ مرحوم کا جامِ عمر بربہ ہوا۔ اور تبلیغی سفر کی حالت میں آپ نے صفرِ آخرت اختیار کیا۔ اُن کے بعد اس ادارہ کے تمام شعبہ جات کو اسی انداز و طریق پر انہی اعراض و مقاصد کے حصول کے لئے جاری رکھا گیا۔ اور سجد اللہ تعالیٰ اب تک کام باقاعدہ ہو رہا ہے۔ رسالہ شمس الاسلام بھی چند مہینوں کے مجبوراً نہ التوا کے علاوہ پوری باقاعدگی اور پابندیِ اوقات کے ساتھ اپنے قارئین کرام کی خدمت میں پہنچ رہا ہے۔ یہ ہم کو بھی اعتراف ہے کہ صرف چند مہینوں سے رسالہ میں رفض اور مرزائیت کے متعلق کوئی خاص مضمون شائع

نہیں ہوا۔ مذاں پر کوئی علمی تعقید کی گئی۔ بلکہ زیادہ تر نظام اسلامی کے قیام اور پاکستان میں اجراء قوانین شرعیہ کی جدوجہد کے سلسلہ میں مختلف طرز و اذعان سے مقالات پیش کئے گئے ہیں مگر اس کی وجہ وہ نہیں جس کی طرف مندرجہ بالا سطروں اشارہ کیا گیا ہے۔ اور ہمارے متعلق بھی یہ خدشہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ عام سیاسی مسلمانوں کی طرح ہم بھی اس غلط اور غیر مذہبی نعرہ کو کوئی وقعت دیتے ہیں۔ اور حق کو دبانے کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں۔ ہم ابہ بھی یہی سمجھتے ہیں اور حق سمجھ کر کہتے ہیں کہ جب شیعہ اور مزائی اپنی تبلیغ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ اپنے مذہبی امور کے متعلق اپنے فزقوں میں تبلیغ کرتے اور ان کو مستحکم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بلکہ سنی مسلمانوں میں بھی اپنا دہر مختلف طریقوں سے پھیلاتے رہتے ہیں۔ اور ان کی یہ جدوجہد اور مساعی تفرقہ انگیزی شہر نہیں ہوتی تو ہم اپنے بھائیوں کے دین و ایمان کو ڈاکوؤں کے حملوں سے محفوظ رکھنے کیلئے اگر مسلمانوں کو کچھ سمجھائیں۔ ان چالاک شکاریوں کی فریب کاریوں سے آگاہ کریں اور دشمنوں کی نشان دہی کریں تو اس کو کیوں تفرقہ انگیزی قرار دیا جاتا ہے۔ آخر یہ کونسا انصاف و عدل و آئین کا تقاضہ ہے کہ ان کو تو کھلی ٹھٹی دے دی جائے۔ اور ہم کو صرف آہ کرنے پر رُسوا کیا جائے۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بنام۔ وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا۔

لہذا ہمارے متعلق یہ خدشہ تو بے بنیاد ہے۔ لیکن ایک اور وجہ ایسی ہے جس کی بنا پر ہم نے خدمت دین میں کے طرز و اذعان کو ذرا بل دیا ہے۔ اور اگر قائدین کرام بھی غور فرمائیں۔ تو یقیناً وہ بھی اس کو نہ صرف یہ کہ درست بلکہ زیادہ ضروری سمجھیں گے۔

شیعوں کا گردہ ہندوستان میں اس وقت سے زیادہ ترقی پذیر ہوا جبکہ ایران کے شیعہ بادشاہ کی امداد سے جاویں نے دوبارہ حکومت ہندوستان پر قبضہ کر لیا۔ اور عدول کے مطابق اس نے شیعہ اقتدار کو تمام شاہی امور میں غالب کیا پھر نرجاں بیگم اور اس کے خاندان کے فروغ کے ساتھ اس فرقہ کو اور بھی فروغ ہوا حتیٰ کہ وہ ہر جگہ بھاگئے۔ حضرت اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد سلطنت مغلہ کے زوال کی ابتدا ہوئی اور شیعوں ہی نے اس زوال کے لے آنے میں زیادہ حصہ لیا۔ سادات بارہمجن کو کنگ میکر (بادشاہ گر) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے خاص طور سے ضعیف حکومت اور سقوط سلطنت کا باعث بنے۔ یہ داستان بربادی ایک طویل کہانی ہے۔ مگر خلاصہ یہ ہے کہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔ کہ شیعوں ہی کی وجہ سے سرزمین ہند سے مسلمانوں کی حکومت ختم ہو گئی۔ اور آہستہ آہستہ انگریزی پرچم لہرانے لگا۔ شیعہ فرقہ نے ہر حصہ ملک میں انگریزوں کے مقدمۃ الحبش کا کام کیا۔ اس لئے انگریزی تسلط کے استحکام کے بعد انگریزوں نے اس وفادار و مخلص گردہ کی ہر معاملہ میں بڑی رعایت کی اور ہمیشہ اپنا قانون اس فرقہ کی حمایت و حفاظت کے لئے استعمال کیا۔ شیعوں کو ہر جگہ سولٹس میا کی گئیں۔ ان کو بڑے بڑے عہدے دیے۔ بڑی بڑی جاگیریں دیدیں۔ یا قبضہ میں باقی رہنے دیں۔ اور تقریباً سو سال سے انگریزوں کی پشت پناہی کی وجہ سے اس فرقہ نے

سیاسی اور مذہبی طور سے مسلمانان ہند کہہ کر موقع پر شدید سے شدید نقصان پہنچایا۔ مغربی تعلیم کی وجہ سے کالجوں اور سکولوں سے نکلے ہوئے مسلمان اس قدر بے حس بھی ہو گئے کہ اُن کو اس فرقہ کے مضرت کا احساس بھی نہ رہا اور بعض تشیع کی یہ بیماری قوم میں مختلف طرز و اذاز کے ساتھ پھیلی گئی۔

دوسری طرف مرزائی فرقہ خود مرزا صاحب کے اپنے اقرار کے مطابق ایک "خود کاشتہ" پودا ہے۔ انگریز ہی نے کفر کے اس بیج کو بویا اور آبیاری کی۔ اور زیادہ تر مغربی تعلیم سے تیار کئے ہوئے ذہن و دماغ اس زہریلے پھل کو کھا کر روحانی موت مرتے رہے۔ انگریز کی پالیسی ہی نے اس گردہ کو وقت دی۔ تمام محکموں پر وہ قابض ہو گئے۔ تمام کلیدی ملازمتیں اُن کے ہاتھ میں دیدی گئیں۔

جب ان دو باطل گردہوں کی ساری تنگ و دود اور تحری کار ردائیاں انگریزوں ہی کی وجہ سے تقیں اور جب تک انگریز کا حاکم اقتدار ..... اور انگریز کا بنیادی آئین و قانون موجود تھا۔ اُس وقت ایسی کوئی صورت نہ تھی کہ یہ دونوں قتنے بالکل ختم ہو جائیں۔ اور اُن کا اس طرح استیصال ہو سکے کہ پھر اُن کو ابھرنے اور شرارت پھیلانے کا موقع نہ ملے۔ کیونکہ جب اصل جڑ باقی تھی تو شاخ تراشی کے بعد درختی ٹہنیاں اور پتے اور پھول نکلتا یقینی تھا۔ اس لئے اُس وقت ایک طرف تو یہ جدوجہد جاری رکھی گئی کہ انگریز کی جڑ کاٹ جائے۔ لیکن ساتھ ہی دوسری طرف خود ان فتنوں کی سرکوبی بھی ہوتی رہی۔ کیونکہ خود ان شاخوں کی موجودگی سے جڑ کٹنے میں بھی دقت پیش آتی تھی اور نیز جہاں تک ممکن تھا ان فتنوں پر براہ راست ضرب لگانے کی بھی ضرورت تھی۔ تاکہ عام مسلمانوں کو ان کے مضرت سے بچایا جاسکے۔ پس ان وجوہات کی بنا پر ان دونوں گردہوں اور ان کے مذہب و مسلک کے خلاف علمائے کرام نے محاذ جہاد قائم رکھا۔ تقریر و تحریر، مناظرہ و میا ملہ اور دوسرے ہر مناسب طریقہ و تدبیر سے اس جہاد میں مصروف رہے۔ چنانچہ رسالہ شمس الاسلام کے ذریعہ بھی ہم نے یہی کیا کہ تھوس علی مضامین شائع کر کے ہم نے عام مسلمانوں کو ان لوگوں کی حقیقت و داران کی طمع سازدوں سے آگاہ کیا۔ اور حق یہ ہے کہ اس سے بہت بڑا فائدہ پہنچا۔

۵ اگست کے بعد پاکستان کے نام سے ایک ایسی آزاد اور خود مختار ریاست بن گئی۔ جہاں پر مسلمانوں کی عظیم الشان اکثریت ہے۔ آئینی طور سے انگریز میاں سے چلے گئے۔ اور ہم کو اختیار دیا گیا کہ اب اگر آئندہ کے لئے ہم برطانوی نظام سلطنت اور آئین حکومت کو بالکل ترک کر کے اور کوئی دوسرا نظام جاری کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ تو اس موقع پر زیادہ ضرورت اس امر کی ہے کہ کسی بنیادی تبدیلی کے لئے جدوجہد کی جائے۔ اور آئین فرنگی کا وہ شجرہ خبیثہ بیج و بون سے اُکھاڑا جائے جس کی زہر دار شاخیں مرزائیت، شیعت یا اس قسم کے دوسرے فتنوں کی شکل میں پھیل رہی۔ اور نظام اسلامی کے شجرہ طوبی کی جڑوں کو اس قدر مضبوط و مستحکم کرنے کی سعی کی جائے کہ وہ اصل ثابت و دفعہ عافی السعواء کا مصداق بن کر سارے پاکستان کو اپنے سایہ رحمت سے مستفید کر دے۔ اگر پاکستان میں صحیح مکمل نظام اسلامی قائم نہ ہو گیا۔

حضرات خلفائے راشدین کے طرزِ خلافت کے نمونہ پر مبنی ایک اسلامی ماحول پیدا کیا گیا۔ اور ہر شعبہ حکومت میں ادھر ادارہ مملکت میں صحیح اسلامیت جلوہ گر ہونے لگی۔ تو حق کے اس عام غلبہ و اقتدار اور اعلائے کلمۃ اللہ کے ساتھ باطن خود بخود دب کرنا ہو گا اور کلاتِ الشیاطین خود بہ خود اسفل السافلین میں گر کر گھوٹا ہو جائیگا۔ اور اس حقیقت کے احساسِ دقیق نے ہم کو بھی آمادہ کیا۔ کہ رسالۂ شمس الاسلام کے ذریعہ اس بنیادی کام کی طرف مسلمانانِ پاکستان کو متوجہ کریں۔ ہماری پالیسی تو یہ ہے۔ کہ خدمتِ دینِ متین اور رضامندیِ خدا و رسول، اور اس کے لئے ہر مناسب و موزوں اور کارگر طریقہ اختیار کرنا۔ اور اس دور میں ہم اسی کو صحیح خدمتِ دین اور خدا و رسول کی رضا و خوشنودی کا سبب اور موزوں طریقہ کار سمجھتے ہیں۔ کہ ساری قوتیں اس پر صرف کی جائیں۔ کہ پاکستان کا مذہب اسلام اور قانونِ ترکین حمید ہو۔ برطانوی حکومت، غیر دیندار ارکانِ سلطنت اور مادہ پرستانہ نظریہ کے ہوتے ہوئے ان باطل پرست فرتوں کو بالکل ختم نہیں کیا جاسکتا۔ اگر خدا خواستہ حالات یہی رہے تو مرزائیت کو فردغ بھی ضرور ہو گا۔ شیعیت بھی اور زردوں پر پھیلے گی۔ ہر شعبہ سلطنت اور ہر محکمہ پاکستان میں مرزائی اور شیعہ بڑی طرح سے چھا جائیں گے۔ اور صرف چھا جائی نہیں بلکہ جہاں جائیں گے وہ جگہ دار تبلیغ بنائیں گے اور ارتداد کا دروازہ کھلا رکھیں گے۔ اس لئے اصل جڑ پر ضرب لگانے کی ضرورت ہے۔ سر ظفر اللہ خاں وزیر خارجہ پاکستان بنائے گئے۔ اس کی "مارت قانونی سے استفادہ" کی خاطر کس قدر مضرات و خطرات اور دینی و دنیوی مفاسد کو قبول کیا گیا۔ ویدار لوگوں نے کس قدر شدید احتجاج کیا۔ مگر کسی کی آہ و بکا نہ مٹتی تھی۔ صرف اس لئے کہ ظفر اللہ خاں کو جن لوگوں نے وزارت خارجہ کے عہدہ جلیلہ کے لئے منتخب کیا ہے وہ اگرچہ مرزائی نہیں۔ لیکن دین سے بعد اور خدا و رسول کے احکام سے لاپرواہی میں "ویدار" ظفر اللہ سے کم نہیں۔ ان کے ذہن فرنگی سانچے میں ڈھلے ہوئے ہیں۔ وہ اس کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے کہ اس بارے میں کفر اسلام کی حقیقت اور کسی شخص کے عقائد مسلم کر کے فیصلہ کریں۔ ان کو کسی شخص کے مرزائی ہونے، شیعہ ہونے، تبرائی ہونے سے کوئی ٹھکر نہیں۔ وہ تو مذہبی بنیادوں میں مبتلا نہیں۔ اگر کوئی شخص ان کی ذاتی اغراض کے لئے رکاوٹ نہیں۔ سیاسی عقیدہ میں ان کا خلاف رہ کر سیاسی کافر، نہیں وہ ان کا چھینٹا ہے۔ پیارا ہے اور پاکستان کے ہر مذہب دار اور ہر مذہب کے لئے وہ قابلِ قبول ہے۔ اگرچہ مذہبی اصطلاح یا مذہبی لوگوں کے عقیدہ میں وہ سب کچھ ہو جائے۔ اگر کسی شخص کا وجود جو وہ صاحبِ اقتدار کردہ کی ذاتی اغراض کے لئے مضر ہو یا اختلاف رائے رکھنے کی بنا پر وہ "سیاسی فاسق" اور سیاسی کافر ہو تو وہ ہزار لیاقوتوں، نقوی، طہارت، علم و فضل، اخلاص و صداقت کے باوجود اس کا سختی نہیں۔ کہ اسے ملکِ قوم کی خدمت کا موقع دیا جائے۔ بلکہ اس کو غدار اور فتنہ کا مسطے کہہ کر بدنام کیا جاتا ہے۔ تاکہ وہ آگے نہ بڑھ سکے اور قوم کو اس کی صلاحیتوں کا علم ہی نہ ہو جائے۔ پس اپنی وجوہات کی بنا پر ظفر اللہ خاں یا کسی دوسرے تبرائی شیعہ وزیر کے خلاف لکھنے یا بولنے کی بجائے اس سارے نظام کو بدلنے کی جدوجہد نہایت ضروری ہے جس نظام اور جن کارکنوں کی وجہ سے ان لوگوں کو یہ اقتدار و اختیار دیا گیا ہے۔ اور اگر اس نظام باطل کی جڑیں میسر ابراہیمی سے کاٹی دی گئیں تو یہ برگ و بار

خود بخود مہجرا کر اور خشک ہو کر غنائم احوئی اور بہاء منثوراً ہو جائیں گے۔

**چودھری خلیق الزماں کا ایک نیا ارشاد۔** مدد زمانہ "جنگ" کراچی کی اشاعت بابت مرحوم میں کراچی کے ایک جلسہ کی رویت یاد دہی ہے۔ اس جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے مسلم لیگ کے ناظم اعلیٰ چودھری خلیق الزماں نے فرمایا "حکومت الیہ یا پنجویں کالم کا لغو ہے پاکستان ایک ڈومینین ہے۔ قائد اعظم گورنر جنرل ہونے کی حیثیت سے خارج ششم کی منظوری کے بغیر کوئی قانون نہیں بنا سکتے ہیں"

پاکستان کے وفادار کھلانے والے خدا و رسول کے عذر اسلامی نظام کے قیام سے گھبرا گھبرا کر حیلوں اور بہانوں کے نئے نئے بت تراش رہے ہیں۔ اور جب اس بت کو ضرب ابراہیمی اور گورنری سے پاش پاش کیا جاتا ہے تو پھر دوسرے روز اور کوئی صنعت آدری کر کے کوئی اور صنم بازار سیاست میں لے آتے ہیں۔ چودھری صاحب کے وہ "ارشادات" پاکستان بھر میں رسوائے عام ہو چکے ہیں۔ جولاہور کے ایک جلسہ میں مسلمانوں کو خطاب کر کے پیش کئے گئے تھے۔ حتیٰ کہ یہ صاحب مالکی شریف نے لائل پور کے ایک جلسہ عام میں ان کو بے ہودہ خیالات سے تعبیر کیا۔ اب یہ کراچی میں ایک اور طرح سے "دراختی" کی گئی ہے۔ یہ حقیقت خود اب عام مسلمانوں سے مخفی نہیں کہ "حکومت الیہ یا پنجویں کالم کا لغو ہے" یا خدا کے وفادار بندوں، سچے مسلمانوں اور پاکستان کے حقیقی خیر خواہوں اور تقاضا استحکام چاہنے والوں کے دل کی پکار ہے۔ حیرانی کی بات ہے کہ چودھری صاحب اس عیسے لوگ تو مخلص ہیں جو پاکستان میں برطانیہ و امریکہ یا روس کے کافرانہ نظام اور غیر الہی حکمت کے داعی ہیں۔ لیکن علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی اور اس کی جمعیت علماء اسلام کے سارے علماء کرام۔ پیر صاحب مالکی شریف اور شریف گروپ کے سارے رفقاء۔ سندھ، سرحد، پنجاب کے تمام مشائخ و صوفیاء یہ سب کے سب حکومت الیہ اور نظام اسلامی کے مطالبہ کے جرم کی بنا پر یا پنجویں کالم اور غدار، حلالہ انہی حضرات کی کوششوں، فتوؤں، جلسوں، تقریروں، وعدوں کی بنا پر پاکستان ایک عوامی مطالبہ بنا اور الکشن میں کامیابی حاصل کر کے حصول پاکستان کے لئے راستہ صاف ہوا اور یہ مملکت آخر کا وجود میں آئی۔ واقعی سہ

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا رخ + جو چاہے آپ کا صبر کر ششم ساز کرے ہم اس وقت اس مسئلہ پر مزید بحث کرنا نہیں چاہتے۔ صرف یہ سمجھنا چاہتے ہیں کہ اتنی بات ترقیقاً درست ہے۔ کہ قائد اعظم گورنر جنرل ہونے کی حیثیت میں پاکستان میں خارج ششم کا ایک نمائندہ ہے۔ لیکن اس کا مطلب کیا ہے۔ کہ قائد اعظم خارج ششم کی منظوری کے بغیر کوئی قانون نہیں بنا سکتے۔

کیا یہ واقعہ ہے کہ پاکستان میں اب بھی خارج ششم کی منظوری کے بغیر کوئی قانون نہیں بن سکتا۔ آئین ساز اسمبلی بھی باطل ہے پس ولا چاہے۔ اور جناب قائد اعظم بھی خارج ششم کے اشارہ چشم و ابرو کے مطابق ہی کچھ کر سکتے ہیں ورنہ نہیں تو پھر یہ پاکستان کیا چیز ہے؟ ہم کو جو یہ کہا جا رہا ہے کہ پاکستان حاصل کر کے ہم نے مسلمان قوم کو آزاد کیا تو کیا ہم

سے یہ مذاق و استہزاء کیا جا رہا ہے۔ اور درحقیقت ہم اب تک انگریز کے غلام ہیں؟ یہ بلند بانگ دعویٰ سیلج و ہر سب سے کیوں کیا جا رہا ہے کہ پاکستان دنیا کی پانچویں بڑی سلطنت اور سب سے بڑی اسلامی ریاست ہے۔ اگر ساری تباہ کاریوں اور بربادیوں کے بعد اب بھی ہم اور ہمارے نمائندے قانون بنانے اور منظور کرنے میں انگریزوں کے محتاج ہیں۔ اور کدھوکے پیل کی طرح ہم اب بھی وہاں کھڑے ہیں جہاں سے چلے تھے۔ صرف لیڈروں نے ہماری آنکھوں پر پٹی باندھ کر اس دھوکہ میں رکھا تھا۔ کہ ہم شاید تھک مار کر کتنی منزلوں سے گزر کر آخری منزل پر پہنچ گئے ہیں۔ حالانکہ ابھی کسی منزل کی طرف ہمارا قدم ہی نہیں اٹھا۔ تو اس پاکستان سے خاک فائدہ ہوا۔ اور صبح

خواب تھا جو کچھ دیکھا جو سنا افسانہ تھا۔

اور اگر واقعہ ایسا نہیں۔ بلکہ آئین ساز اسمبلی کو اختیار دیا گیا ہے۔ کہ وہ اپنی پسند کے مطابق کوئی آئین حکومت مرتب و منظور کر کے چلائے۔ اور اسی کا نام آزادی ہے۔ تو پھر چودھری صاحب نے ایک حلیہ عام میں اس غلط بیانی کی جرأت کیوں کی؟ اصل بات یہ ہے کہ خوف خدا تو ان لوگوں سے عطا ہے۔ عوام کے احتساب اور باز پرس کا بھی ان کو اس لئے خوف نہیں رہا۔ کہ عوام میں اب تک وہ غلامانہ ذہنیت باقی ہے۔ کہ جب کوئی کسی بڑے عہدے پر تقرر ہو جائے۔ اور حکومت یا کسی جانت میں اس کو اچھی پوزیشن کسی نہ کسی طرح حاصل ہو جائے تو پھر ایسے بڑوں کی ہر بات پر سوچے سمجھے بغیر زندہ باد کا نعرہ لگایا جاتا ہے۔۔۔۔۔ اور اس لئے ایسے ”بڑوں“

کو جرأت ہو جاتی ہے کہ وہ منہ سے سب کچھ نکال دیتے ہیں۔ چونکہ لٹمانہ چاہئے۔ اسلامی ذہنیت تو یہ ہوتی ہے کہ سچی بات اور معیار شریعت کے مطابق کلمہ کو چھوٹے کے منہ سے بھی سن کر خندہ پیشانی کے ساتھ قبول کرنا چاہئے۔ اور جو چیز قرآن و حدیث کے بتلائے ہوئے معیار کے مطابق نہیں اور جو بات جھوٹی اور خلاف واقعہ ہو کسی بڑے سے بڑے شخص کی زبان سے بھی نکلے اس کو رد کر دینا چاہئے۔ بلکہ اس کی اصلاح کے لئے آگے بڑھنا چاہئے۔ تو کیا مسلمان اسلامی نظریہ کے ماتحت قبول یہ صاحب نام کی ضریف چودھری صاحب کو ”ان یہودہ باتوں“ سے روکنے کی سعی نہیں کر سکتے؟ اگر اب اس کا احتساب نہ کیا گیا۔ تو خدا معلوم۔ آگے جا کر وہ کیا کیا ”کلی افشائیں“ فرمائیں گے۔ یہی تو خطرہ لاحق ہوا۔ کہ اگر یہی ناظم اعلیٰ ہوں تو لیک کی ”تنظیم جدید“ سے کیا توقع ہو سکتی ہے؟

**اسلامی فوج کیسی ہونی چاہئے۔** حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فاتح ایران اور سالار اعظم فوج اسلامی کو ایک طویل مکتوب لکھ کر ارسال فرمایا تھا۔ جس میں فوج کے متعلق ان کو بعض اہم ہدایات دیدی گئی تھیں۔ منجملہ دوسرے ارشادات و نصائح کے یہ بھی فرمایا۔

وامرؤ من معك ان تكونوا اشد احتراصاً من  
الماضي منك من عدوكم فان ذلک الحبش اخوف  
دشمن کی بہ نسبت گناہوں سے زیادہ اندیشہ اور بچاؤ

علیہم من عدوہم۔ وانما ینص المسلمون بمعصیۃ  
عدوہم للہ۔ ولولا ذلک لفرکن لنا قوۃ بہم  
لان عدونا لیس کعدوہم ولا عدتنا کعدوہم فان  
استقینا فی المعصیۃ کان لہم الفضل علینا فی القوۃ  
والانص علیہم بفضلنا لہم نغیرہم بقوتنا واعلموا  
ان علیکم فی سیرکم حفظۃ من اللہ یعلون ما  
تفعلون نا ستحبوا منہم ولا تعلموا جماعی اللہ وانتم  
فی سبیل اللہ ولا تفعلوا ان عدونا شرمنا  
قلی لیسلط علینا وان اسأنا فرب قوم قد  
سلط علیہم شرمنا کما سلط علی بنی اسرائیل  
لما عملوا بمساخط اللہ کفۃ المجوس فجا سوا  
خلال الدیار وکان وعدا مفعولا واسألو  
اللہ المعونۃ علی انفسکم کما تسألوہ النصر علی  
عدوکم اسأل اللہ ذالک لنا ولکم الخ

الاسلام والحضارۃ العربیۃ ص ۱۱۲

اس لئے کہ فوج کے لئے ان کے گناہ ان کے دشمن سے زیادہ خوف  
کی چیز ہے۔ مسلمانوں کی خدائی امداد تو اس لئے کی جاتی ہے کہ ان  
کے دشمن اللہ تعالیٰ کے نافرمان ہیں۔ اور اگر فرمانبرداری اور نافرمانی  
کا یہ فرق نہ ہوتا تو ان کے مقابلہ میں ہماری قوت و طاقت کہاں  
ہوتی۔ کیونکہ ان کی تعداد ہماری تعداد سے زیادہ اور ان کے پاس  
سامان جنگ ہمارے سامان جنگ سے زیادہ ہے۔ اگر وہ اور ہم دونوں  
خدا کی نافرمانی میں ایک برابر ہو گئے تو قوت میں پھر وہ ہم سے ضرور بڑھ  
جائیں گے اور اگر خدائی امداد اور فضل و کرم سے ہماری امداد نہ کی جاتا  
تو صرف قوت داری سے ہم ان پر غالب نہیں آسکتے۔ اور جان لو کہ  
اللہ تعالیٰ کی طرف سے نگہبان فرشتے تم پر مقرر ہیں۔ جو ان تمام  
افعال کو جانتے ہیں جو تم کر رہے ہو۔ تو اللہ تعالیٰ سے جیا کرو۔ اور  
ایسی حالت میں تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کام نہ کرو۔ کہ تم اللہ  
کی راہ میں جہاد کے لئے نکلے ہو۔ اور یہ کہی نہ کہو کہ ہمارا دشمن تو  
ہم سے بھی زیادہ بڑا اور نافرمان ہے۔ وہ ہم پر کس طرح غلبہ و  
تسلط پاسکیگا۔ اور اگرچہ ہم بڑا میدان کریں بھی۔ اس لئے کہ

بارہ قوموں کے ساتھ یہ معاملہ ہوا ہے۔ کہ ان کی نافرمانیوں کی سزا میں ان سے بدترین لوگ ان پر غالب و تسلط کئے گئے۔ جیسا کہ  
دیکھو بنی اسرائیل نے جب اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے کام کئے تو کافر مجوس ان پر تسلط کئے گئے۔ اور ترکان مجید میں اس واقعہ کا  
ذکر ہے کہ وہ غلبہ پا کر ان کے گھروں کے اندر گھس گھس کر ان کو تباہ و برباد کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ کا کیا ہوا وعدہ پورا ہو کر  
رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کیا کر دو کہ وہ ہماری امداد فرمائے جس طرح اس سے یہ سوال کرتے ہو کہ دشمنوں کے مقابلہ میں  
تم کو غلبہ دے۔ میں بھی اللہ تعالیٰ سے یہی سوال اپنے لئے اور تمہارے لئے کیا کرتا ہوں اور کیا کر دوں گا۔

اس نامہ فاروقی کا مضمون بالکل صاف ہے۔ مسلمان فوج کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بہت زیادہ بچنا چاہیے۔ اگر وہ  
معصیت کی آلائشوں سے پاک رہا تو یہی اس کی حقیقی قوت ہے۔ جس سے وہ قوی سے قوی دشمن کو شکست دے سکتا ہے۔  
اور اگر غیر مسلم فوج کی طرح اس فوج میں بھی قوانین و احکام الہی سے بناوٹ و نافرمانی جاری رہی۔ تو خداوند تعالیٰ کی امداد  
و توفیق سے محرومی ہوگی۔ دان یحذکم اللہ فلا نا ص لکم۔ اور جب اللہ تعالیٰ کی امداد اور روحانی طاقت ساتھ نہ رہی  
تو پھر کثیر التعداد اور سادوسانمان والے دشمن کے مقابلہ میں کامیابی کی امید کہاں ہو سکتی ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ان زہینہ ارشادات کو اس لئے پیش کیا گیا کہ آج کل پاکستان کی فوج بھی اگر حقیقت میں "اسلامی فوج" بن سکتی ہے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ ہندوؤں، سکھوں، اور دوسرے دشمنوں کے اندیشہ سے بڑھ کر معصیتِ خداوندی کو اندیشہ اور موجبِ تباہی یقین کرے۔ اور خداوند تعالیٰ کی ہر نافرمانی اور قانونِ الہی سے ہر نجات کو شدید ترین دشمن سمجھ کر اس سے اپنے کو محفوظ رکھنے کی جدوجہد کرے۔ اور اگر برطانوی دور کی طرح اب بھی فوج کے سپاہیوں افسروں اور ذمہ دار عہدہ داروں کی عملی اور اخلاقی حالت وہ رہی جو کہ اُس دور میں رہی ہے۔ تو یہ ایک "اسلامی فوج" کی حالت نہ ہوگی۔ پھر دشمنوں کے مقابلہ میں کامیابی اور غلبہ و اقتدار پالینے کی توقعات ایک ایسی فوج سے وابستہ کرنا ایک بڑی غلطی ہوگی۔ کیونکہ صرف مفادوں اور آرزوؤں، دعوؤں اور لاف زنیوں سے نہ کبھی کام چلا ہے نہ اب چل سکتا ہے۔ اگر اعلیٰوں، مظلوموں، غالبوں، غلبے کی واقعی خواہش ہے تو پہلے حزبِ اللہ بن جانا چاہئے۔ مگر افسوس کہ اس حقیقت نفسِ لامری کے باوجود اور فتنے عالم بن جانے کی تمنائوں کے ہوتے ہوئے بھی پاکستانی فوج میں عملی اور اخلاقی طور سے کوئی خوشگوار تبدیلی پیدا نہیں ہوئی۔ بلکہ حالت کچھ اور بگڑتی چلی جا رہی ہے۔ شراب و کباب، نغمہ دہندہ، بے پردگی دے دی جاتی اور اس قسم کے دوسرے منکرات مزید فروغ پا رہے ہیں۔ جیسا کہ قبل ازیں ایک مسلمان فوجی افسر کے دو خطوط سے صرف ایک مقام کی حالت کا اندازہ ہو چکا تھا۔ کیا یہ حضرات اپنے آپ پر ساری مسلمان قوم پر۔ اور مملکتِ پاکستان پر رحم نہ کریں گے؟ کیونکہ فوج کی کمزوری تمام پاکستان کی کمزوری ہے۔ دفاعِ پاکستان اور استحکامِ پاکستان کا اصل راز یہ ہے جو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نگاہ حقیقت میں نے واضح کر دیا ہے۔ کیا ہمارا وزیرِ دفاع اُس امامِ سیاست کے اس نکتہ پر غور و فکر کر فوج کو سدھارنے کی کوشش فرمائیں گے؟

**انڈاپہلے یا مرغی پہلے؟** - جس طرح یہ ایک بے نتیجہ بحث اور بیکار بحث ہے۔ کہ کیا انڈاپہلے پیدا ہوا پھر اس سے مرغی وجود میں آئی یا پہلے مرغی کی پیدائش ہوئی اور پھر اس سے انڈا پیدا ہوا۔ اسی طرح اس مباحثہ میں وقت ضائع نہ کرنا چاہئے کہ پہلے اسلامی ماحول پیدا ہو جائے۔ پھر اسلامی حکومت بنائی جائے گی۔ یا پہلے حکومت اسلامی بنادی جائے پھر اسلامی ماحول اور مسلمان معاشرہ کو وجود میں لایا جائے۔ اور قوانینِ الہیہ پر عمل کیا جائے۔ اب تو یہی دیکھا جا رہا ہے اور حقیقت ہے کہ مرغی سے انڈا پیدا ہوا ہے اور انڈے سے مرغی پیدا ہو جا کر تھی ہے۔ انڈے کی ضرورت ہے تو مرغی پالنی پڑتی ہے۔ اور مرغی کی ضرورت ہو تو انڈا دستیاب کرنا ہوتا ہے۔ چاہئے کہ یہ عام مسلمان اسلامی ماحول پیدا کریں۔ تاکہ رعایا کی شعوری مسلمان کے ساتھ ساتھ اکابر حکومت اور ادارہ اقتدار و اختیار کو خود بخود مسلمان بننا پڑے۔ ایسا نظام اسلامی بن سکے۔ اور چاہئے کہ نظامِ حکومت بھی سب کا سب مکمل اسلامی ہو تاکہ حاکم نہ اقتدار اور قوتِ تعقید یہ کے ساتھ قوانین و ضوابطِ الہی کا احترام اور اس کی حفاظت ہو سکے۔ اور عام قوم میں بھی قوانین نافذ جاری ہو سکیں۔ کسی ایک کو دوسرے پر معنی نہ کیا جائے۔ نہ عام احکام خداوندی پر عمل نہ کرنے کے لئے یہ بہانہ سازی کریں کہ حکومت ابھی تک اسلامی نہیں اس لئے ہم اسلام کے احکام پر عمل کس طرح کر سکتے ہیں۔ اور نہ برسرِ اقتدار طبقہ جو دھری خلقِ الزماں کے ذریعہ یہ حیلہ تراشیاں اور بہانے جوئیاں کریں کہ حکومت نظامِ اسلامی



کو کس طرح منتخب کر سکتی ہے۔ جبکہ عام طور سے ملک میں اسلامی ماحول موجود نہیں۔ عام مسلمانوں کی پابندی اسلام حکومت کو مسلمان ہونے پر مجبور کر سکتی ہے۔ اور حکومت کا نظام اسلامی باشندگان ملک کی حالت کو سدھار سکتا اور ماحول اسلامی پیدا کر سکتا ہے۔

**حکومت پاکستان کی فلم نوازی**۔ مختلف اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ بیرونی ممالک سے پاکستان میں درآمد ہونے والی فلموں پر جو محصول اس سے قبل ہر فی فٹ کے حساب سے تھا۔ حکومت نے اس میں تخفیف کر کے ارنٹ کر دیا ہے۔ تاکہ فلموں کی درآمد بڑھ جائے۔ حکومت کی یہ فلم نوازی کسی تبصرہ کی محتاج نہیں۔ تمام ضروریات زندگی کو بوجھل ٹیکسوں اور بھاری محصولوں سے بے اندازہ گران کر کے عوام کو پریشان کرنا اور ایک فضول مشغلہ اور عیاشی کے سامان کو تخفیف سے نوازنا اور اس کی حوصلہ افزائی کرنا یقیناً موجب تعجب ہے۔ پہلے کی نسبت اب پاکستان میں سینماؤں کی کثرت اور ان کی گرم بازاری اور ان کے لئے متاجرین و انصار کی مسابقت و تنافس ایک کھلی حقیقت ہے۔ اور جب حکومت کی توجہات بھی فلموں کو ترقی دینے اور اس صنعت کی حوصلہ افزائی کی طرف مبذول ہوتی ہیں۔ حالانکہ بھوکے ننگے لاکھوں انسانوں کی خودیاد اور کپڑے کے انتظام کے لئے اس قدر توجہ نہیں کی جاتی تو پھر کیوں نہ شب و روز بے حیائی کے ان آدمیوں کی رونق بڑھتی جائے۔ اور لوگ پردانوں کی طرح حسن و عریاں کی تجلیات کی ان شمعوں پر گر کر جلیں۔ سوال صرف یہ ہے کہ

نام تھا کیا اسی کا پاکستان؟

**واہگہ کی ملاقات**۔ مشرقی اور مغربی پنجاب کی قیامت خیز تباہی و بربادی اور دونوں طرف لاکھوں کی آبادی کا پریشان حالی کے ساتھ تبادلہ ہزاروں عورتوں کی چادر عصمت کو پارہ پارہ کرنا۔ یہ سب کچھ اس نفرت و عداوت کا اثر تھا جو چند سالوں سے دونوں قوموں کے درمیان لیڈروں اور اخبار نویسوں کی تقریروں اور تحریروں سے پیدا ہو گئی تھی۔ انہی لوگوں نے خالص غیر اسلامی طرز و انداز پر دونوں طرف کے عوام کو مشتعل کر کے اور دیوانہ دیا گلے بنا کر یہ سارا خونیں ڈرامہ کھیلا۔ دونوں طرف زیادہ تباہ و برباد ہو گئے عوام اور ان پر بڑھ قسم کے لوگ؟ اب جب ذرا اس شراب پرستی کا غماز کچھ اتر گیا۔ اور لوگوں کی آنکھیں کھل گئیں۔ تو تعلقات کو پھر خوشگوار کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ واہگہ کی سرحد پر تجارتی منڈی کھل گئی۔ اس طرف مسلمان مال تجارت نے کر جاتے ہیں۔ دہلی سے ہندو مسکھ مسلمان آتے ہیں۔ مال کا تبادلا دہ ہوتا ہے۔ پرنے واقف بل کر پرائی یا دتازہ کرتے ہیں۔ اور ہر ایک افسوس ظاہر کر کے تسلیم کرتا ہے جو کچھ دونوں طرف ہوا بہت بُرا ہوا۔ اُس طرف کے اخبار نویس پاکستان میں آکر میاں کے اخبار نویسوں سے ملاقاتیں کرتے اور گلے ملتے ہیں۔ اور میاں سے اخبار نویسوں کا وفد مشرقی پنجاب کے شہروں اور شہد کا دورہ کرتا ہے۔ دعوتیں ہوتی ہیں مصافحے معافیتے ہوتے ہیں۔ خاص خاص ملاقاتیں ہوتی ہیں۔ مجلس آرائیاں ہوتی ہیں۔ اور بالکل قلبی اور جانی دوستوں

کی طرح سارا سفر طے کر کے خوش واپس ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک خبر ہے۔

لاہور ۱۲ جون۔ معلوم ہوا ہے کہ ہندوستان اور پاکستان کے طلبہ کی ایک کانفرنس ۱۱ جولائی کو داہم کے مقام پر ہوگی۔ اس کانفرنس میں دونوں ڈومینوں کے طلبہ افواشہ عورتوں کی بازیافت کے سلسلہ میں دونوں حکومتوں کو ارادہ دینے کا پروگرام مرتب کریں گے۔ اس کے علاوہ دونوں مملکتوں کے طلبہ آپس میں دوستانہ تعلقات استوار رکھنے کے معاملہ پر بھی غور کریں گے۔

ہم کو تو خوشی ہوتی ہے کہ اچھا ہوا۔ اب تو غلطی کا احساس ہوا۔ اور سب نے محسوس کیا کہ جو غیر قومی بنیادوں پر منکامہ برپا کیا گیا وہ کچھ بھی مفید نہ تھا۔ چند پالگوں کے سوا سب کے دماغ درست ہوئے۔ مگر ہمیں رہ رہ کر یہ خیال آتا ہے کہ آتش فساد بھڑکانے والے بھی تو یہی حضرات تھے۔ یہی لیڈر یہی ایڈیٹر ان اخبارات۔ یہی کالجوں سکولوں کے طالب علم ہی تو تھے۔ جنہوں نے بچارے عوام کے ذہن دماغ کو معطل کر دیا تھا۔ ادران کو اس راستہ پر لگایا تھا۔ انہوں نے منافرت کا یہ بیج بویا۔ ایک دوسرے پر ہتھکانے کے لئے جھوٹی جھوٹی خبریں تصنیف کیں۔ آتشیں سرخیوں سے معمولی خبروں کو فتنہ خیز بنایا۔ جس حقیقت میں نے ان تباہی خیز باتوں سے رکنے کا مشورہ دیا تو جھٹ بندوں سکھوں نے اُسے ہندو اور سکھ قوم کا دشمن قرار دیا۔ اور مسلمانوں نے اُسے مسلمانوں کا بدخواہ اور خدا رکنا شروع کر دیا۔ خدا کرے کہ اب کی یہ ملاقاتیں غلط نہ ہوں۔ دونوں طرف بغض و عناد کے گرد و غبار کو اپنے سینوں سے دھو کر ملیں۔ امن و امان کی تجویزیں سوچیں۔ اور خوشگوار تعلقات پیدا کریں۔ اس میں انڈیا اور پاکستان کی بھلائی ہے۔ لڑنے بھڑنے اور ایک دوسرے کی تباہی کی سکیمیں سوچنے میں دونوں کی ہوا خیزی ہے۔

## خوشخبری

دارالعلوم عزیز یہ میں دورہ حدیث شریف ۵ اشوال المکرم  
کو انشاء اللہ العزیز شروع ہوگا۔ شائقین حضرات  
کو وٹن شوال تک پہنچ جانا چاہئے۔

# مناقب صدیقؐ

از جناب مولانا ضیاء القادری صاحب  
بایونی۔ مدظلہم العالی

ہے دفنِ روضہ خیر البشر صدیق اکبر کا  
نہ ہمسر ہو سکا کوئی بشر صدیق اکبر کا  
یہ کعبہ خیر سے بن جائے گھر صدیق اکبر کا  
ہے کم سے کم یہ وصف مختصر صدیق اکبر کا  
یہ منصب تھا بالفاظِ دیگر صدیق اکبر کا  
رہا باقی خدا کے گھر میں در صدیق اکبر کا  
رقم تھا نام سب سے پیشتر صدیق اکبر کا  
کمریں اعزاز جب خیر البشر صدیق اکبر کا  
نبی کے ساتھ ہے نامِ دیگر صدیق اکبر کا  
ہے یہ اللہ اکبر کرد فر صدیق اکبر کا  
کہیں سایہ سا کچھ آیا نظر صدیق اکبر کا  
صداقت آشنا دل تھا نگہ صدیق اکبر کا  
تصدق تھا نبی پر مال در صدیق اکبر کا  
رہا معمول یہ شام و سحر صدیق اکبر کا  
سراپا صدق تھا ذوقِ نظر صدیق اکبر کا  
ہے سائیں ہر گدا ہر تاجور صدیق اکبر کا

اثر اللہ اکبر یہ اثر صدیق اکبر کا  
بڑھا حق نے رتبہ کس قدر صدیق اکبر کا  
تصور دل میں آجائے اگر صدیق اکبر کا  
خدا شہد کہ بعد انبیا سب کچھ وہی وہ ہیں  
خلیلِ مصطفیٰ اصحاب میں کوئی اگر ہوتا  
در پچے بند سارے ہو چکے جب صحنِ مسجد کے  
لیکھی رُوحِ الایمیں نے فرد جب ایمان والوں کی  
بحالِ دمِ زدن ان کے نضائل میں ارے تو بہ  
ہو یا یہ ثانیِ اثنینی از ہما فی الغار سے ثابت  
حبیبِ عرشِ مسند کا انہیں صاحبِ کداری بنے  
شبِ اسرار کہیں آہٹ سنی ان کی شہ دیں نے  
نبوت کی طرح معراج کی تصدیق فرمائی  
پائے حبشِ عشرہ سب اثاثِ البیت دے ڈالا  
رفاقتِ مصطفیٰ کی عینِ ایمان عینِ دین سمجھے  
جمالِ مخبرِ صادق ہی تاحِ نظر دیکھ  
در صدیق سے صدق و صفائی بھیک مٹی ہے

محمد مصطفیٰ کا آستانہ جس کو کہتے ہیں

(آستانہ)

خدا شاہد ہے وہ فردوس گھر صدیق اکبر کا

تایخ یہود کا ایک ورق  
تقص القرآن کا ایک عبرت آموز باب  
(ادارہ)

خوشت آں باشد که ستر دلبران + گفته آید در حدیث دیگران

قرآن مجید قیامت تک کے انسانوں کے لئے رشد و فلاح اور خدا پرستی و خدا شناسی کی راہیں دکھانے والی کتاب ہے۔ اس میں احکام و قوانین اور عقائد کے علاوہ گزشتہ انبیاء کرام اور ان کی امتوں کے احوال و واقعات اور مذہب کی تباہی و بربادی، اور عاقبت سوء کے قصے بڑی تشریح و بسط کے ساتھ مذکور ہیں۔ مگر ان اخبار و اُمینہ اور قصص اقسام و اہم سابقہ کے تذکرہ سے مقصد داستان گوئی اور تاریخ نگاری نہیں۔ بلکہ ہر واقعہ اور اس کا ہر جز صرف اس واسطے معجزانہ فصاحت و بلاغت کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے یا کسی مشہور تاریخی واقعہ کی طرف مختصر جلوں میں اشارہ کیا جاتا ہے تاکہ ان پر کو پڑھنے اور سننے سے اس سے کچھ عبرت و موعظت حاصل کریں۔ اور جن عقائد و اعمال اور اخلاق و نظریات کی سزا میں گزشتہ قومیں غضب الہی کی مستحق بن کر مختلف عذابوں سے نیست و نابود ہو گئیں آئندہ کے لئے ہر زمانہ اور ہر ملک کی انسانی جماعتیں ان سے محتنب رہنے کی کوشش کریں اور انبیاء کرام کی تعلیمات کے مطابق جن کا مکمل مجموعہ خاتم النبیین محمد رسول اللہ کے ذریعہ نازل کیا گیا اور قوم کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس کی پیروی کریں سقرآن مجید کے تیس پاروں کے مجموعہ میں مختلف مقامات پر گزشتہ امتوں کے اخبار و احوال کا ذکر موجود ہے۔ لیکن یہود کے حالات ذرا زیادہ تفصیل کے ساتھ متعدد سورتوں میں پھیلا کر بنائے گئے ہیں۔ یہود کی تاریخیں سے ایک واقعہ کا بیان کرنا عبرت آموزی اور نصیحت اندوزی کے آمادہ سے ان صفحات پر پیش کرنا ضروری سمجھا گئیں۔ اس واقعہ کی طرف قرآن مجید کی ان آیتوں میں اشارہ کیا گیا ہے

اور ہم نے کتاب (صحف انبیاء) میں بنی اسرائیل کو اس فیصلہ کی خبر دی تھی کہ تم ضرور ملک میں شرف و فساد پھیلاؤ گے۔ اور بڑے ہی سخت درجہ کی سرکشی کرو گے۔ پھر جب دو وقتوں میں سے پہلا وقت آ گیا (تو بنی اسرائیل) ہم نے تم پر اپنے ایسے بندے بھیج دیے جو بڑے ہی خونخوار تھے۔ پس وہ تمہاری آبادیوں کے اندر پھیل گئے۔ اور اللہ کا وعدہ تو اسی نئے تھا کہ تم پورا ہو کر رہے۔ پھر (دیکھو) ہم نے زمانہ کی گردش تمہارے دشمنوں کے خلاف اور تمہارے موافق کر دی۔ اور مالی دولت اور اولاد کی کثرت سے تمہاری مدد کی اور تمہیں پھر ایسا بنا دیا کہ بڑے جتنے دے ہو گئے۔ اگر تم نے

وَقَضَيْنَا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَءِيلَ فِي الْكِتَابِ  
لَتَقْسِدُوا فِي الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَ  
لَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيرًا ۖ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ  
أُولَٰئِهِمَا جَاءْنَا عَلَيْهِمُ عِبَادَ اللَّهِ أُولَٰئِ  
بِأَسْسِ شَدِيدٍ فَجَاسُوا خِلَالَ الدِّيَارِ  
وَكَانَ وَعْدُ الْمَغْضُوبِ ۚ ثُمَّ رَدَدْنَاهَا  
لَهُمْ الْكُرَّةَ عَلَيْهِمْ ۖ وَامْدَدْنَاهُمْ  
بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَجَعَلْنَاهُمْ أَكْثَرَ

نَفِيلًا ۱۰ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ  
وَ اِنْ اَسَاؤْتُمْ فَلَمَّا فَاِذَا جَاءَ وَعْدُ  
الْآخِرَةِ لِيَسُوءَ وُجُوْهُكُمْ وَلِيَكُوْلُوْا  
الْمُسْجِدَ كَمَا كُوْلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَ  
لِيَكُوْلُوْا مِمَّا عَوَّدُوْكُمْ عَلَيْهِمْ  
اَنْ يَّرْحَمَكُمْ وَ اِنْ عُدْتُمْ عَدُوًّا  
جَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِيْنَ حَصِيْرًا ۱۱

بھلائی کے کام کئے تو اپنے ہی لئے کئے اور اگر بُرائیاں کیں تو بھی اپنے ہی  
کے۔ پھر جب دوسرے وعدے کا وقت آیا (تو ہم نے اپنے دوسرے بندوں کو  
بیجا) تاکہ تمہارے چہروں پر سُوائی کا لک پھیر دیں اور اسی طرح (سہیل) مسجد  
میں داخل ہو جائیں جس طرح پہلے مرتبہ حکم آرکھتے تھے۔ اور جو کچھ پائیں تو  
پھر کھڑکے پر بار کڑھائیں۔ کچھ عجب نہیں کہ تمہارا پروردگار تم پر رحم فرمائے۔  
(اگر اب بھی باز آ جاؤ) لیکن اگر تم پھر سرکشی و فساد کی طرف لوٹ آؤ گے تو ہماری  
طرف سے پاداش عمل لوٹ آئیگی۔ اور ہم نے منکریں کے جہنم کا قید خانہ تیار  
کر رکھا ہے۔“

(بنی اسرائیل ۱۱)

اس مقام پر الکتاب سے مراد انبیاء بنی اسرائیل کے وہ صحیفے ہیں جن میں یہود کے دوسرے سخت فساد اور سرکشی کرنے  
اور اس کی بدولت بیت المقدس کی بربادی اور ان کے ہلاک و غلام بن کر ذلیل و رسوا ہونے کے متعلق وہ پیشین گوئیوں  
کی گئی تھیں۔ جو بذریعہ الہام و وحی اُن کو خدا کی جانب سے معلوم ہوئی تھیں۔ چنانچہ موجودہ تورات میں یسعیاہ، یرمیاہ  
اور زکریا (علیہم السلام) کے صحیفوں میں وہ اب بھی مذکور ہیں۔ یہ مکاشفات اور پیشین گوئیاں انبیاء بنی اسرائیل کے  
صحیفوں میں بڑی تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں۔ اور قرآن عزیز سورہ بنی اسرائیل میں ان کا اجمالی تذکرہ مندرجہ بالا  
آیتوں کی صورت میں موجود ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ ان مکاشفات اور پیشین گوئیوں کا ظہور کس کس زمانہ میں ہوا اور کس طرح ہوا۔ اس بارے  
میں مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ کے متعدد اقوال ہیں۔ اور اُنہوں نے مختلف تاریخی واقعات کی طرف اشارہ کر دیا ہے لیکن  
تاریخی نقول اور قرآن عزیز کی آیات کے مطابق صحیح تر رائے یہ ہے کہ یہود کی پہلی شہادت اور اس کی پاداش کا معاملہ  
بخت نصر کے حملہ بیت المقدس سے تعلق رکھتا ہے۔ اور دوسری مرتبہ کا معاملہ طیطوس (ٹیسٹس) رومی کے حملہ سے متعلق ہے،  
قرآن مجید سے اس معاملہ کے متعلق جن باتوں کی خصوصیت ظاہر ہوتی ہے۔ وہ ان دو واقعات میں پائی جاتی ہے۔  
تمام تفصیلات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہود کی شہر انگیزوں پر بصورت سزا و عذاب جن جا بو و قاتل بادشاہوں کو مسلط  
کیا گیا۔ اُنہوں نے دوسرے مرتبہ بیت المقدس (یروشلم) کو غارت و تباہ و برباد کیا۔ اس لئے وہ تمام واقعات ان آیتوں کے  
مصادیق قرار نہیں دیے جاسکتے جن میں حملہ آور بیت المقدس میں داخل نہ ہو سکے۔ اور اس کی تباہی و بربادی نہیں  
ہوئی۔ دوسری طرف تورات (صحائف انبیا) اور سیرت النبیؐ کی نقول سے یہ اتفاق ثبوت ہوتا ہے کہ فلسطین اور سرزمین  
یہودا کی تباہی اور سہیل کی بربادی صرف دو بادشاہوں کے ہاتھوں ہوئی ہے۔ اور نہ صرف شہروں کی بربادی بلکہ یلوی  
قومیت کی وہ تباہی و بربادی جو دنیا کے انقلابات کی تاریخ میں اہم جگہ رکھتی ہے۔ ایک بابل کے قاتل بادشاہ نبوکدنذر

(بخت نصر) کے ہاتھ سے۔ اور یہ تقریباً ۳۰۰ سال قبل مسیح کا واقعہ ہے۔ اور دوسری طیطوس رومی کے ہاتھوں سے اور یہ واقعہ رفع مسیح علیہ السلام سے تقریباً ستر سال بعد پیش آیا۔ اور اپنی دو حالتوں میں یہود۔ یہودی قومیت اور یہودی مذہب پر وہ سب کچھ گزرا جس کی اطلاع پہلے سے توراۃ (صحف انبیاء) میں دیدی گئی تھی۔ اور جس کی تصدیق کے لئے قرآن عزیز بھی شہادت دے رہا ہے۔

**نشرارت یہود کا پہلا دور۔** اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قانون قدرت کا ہمیشہ سے یہ اہل فیصلہ رہا ہے کہ جب بد اخلاقی۔ فتنہ و فساد۔ خونریزی۔ جبر و ظلم اور حق کے مقابلہ میں بغض و حسد کسی جماعت کا قومی مزاج بن جاتے ہیں اور چند افراد میں نہیں بلکہ پوری قوم کے اندر یہ امور نشو و نما پا جاتے ہیں۔ تو پھر قبولِ حق کی صحیح استعداد ان سے سلب کر لی جاتی ہے۔ اور وہ اس درجہ بے باک اور بے خوف ہو جاتے ہیں۔ کہ اگر ان کے پاس خدا کے سچے پیغمبر دعوتِ حق اور پیغامِ الہی سنانے آتے ہیں تو وہ صرف اس دعوت سے منہ ہی نہیں موڑ لیتے۔ بلکہ ان انبیاء و رسل اور خدا کے نیک بندوں کو قتل کر دینے سے دریغ نہیں کرتے۔ پھر خدائے مالا و برتر کا قانونِ پاداشی عمل بر روئے کار آتا ہے۔ اور آخرت کے عذابِ الیم کے علاوہ دنیا ہی میں ان کو ایسی ہلاکت و بربادی سے دوچار کر دیتا ہے کہ تمام کبر و عذرتِ غناک کر دیا جاتا ہے۔ نبی اسرائیل کے اس عہد کی تاریخ کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی قومی زندگی کا قوام بد اخلاقیوں ہی سے بنا تھا۔ چنانچہ حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کے بعد ان کی مذہبی اور اخلاقی پستی کا یہ عالم تھا کہ چھوٹا فریب۔ ظلم و سرکشی۔ اور فساد و فتنہ انگیزی ان کا شعار بن گئے تھے۔ حتیٰ کہ شرک و بت پرستی تک ان میں رچ گئی تھی۔ لیکن اس کے باوجود عہدِ دراز تک خدا تعالیٰ کے ”قانونِ مہلت“ نے ان کو مہلت دی کہ وہ اپنی حالت کی اصلاح کریں۔ ان کے رشد و ہدایت اور اصلاحِ اخلاق و اعمال کے لئے انبیاءِ کرام مبعوث ہوتے گئے۔ مگر ان یہودیوں پر ان کے ارشاد و تبلیغ کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ اور ان کی سرکشی اور نافرمانی ترقی کرتی رہی۔ اور ان کے اہل و عیال نے سیم و زر کی خاطر خدائے برتر کے احکام میں تمسک نہیں شروع کر دی۔ اور حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنانے میں بے خوف ہو گئے۔ اور عوام نے کتابِ الہی کو پس پشت ڈال کر گمراہی کو اپنا امام بنالیا۔ اور پوری بے باکی کے ساتھ ہر قسم کی بد اخلاقی اور بے حیائی کو اپنالیا۔ اور آخر کار ان کے عوام و خواص اس انتہائی شقاوت و بدبختی پر اتر آئے۔ کہ تبلیغِ حق کے ”جرم“ میں اللہ کے نیک بندوں اور خدا کے معصوم پیغمبروں کو ناحق قتل کرنا شروع کر دیا اور ان کی تکذیب کر کے ان کے خونِ ناحق پر فخر و مباہلت کرنے لگے۔ چنانچہ یسعیاہ نبی کی کتاب میں جگہ جگہ ان کی بدکرداریوں اور نافرمانیوں کا ذکر موجود ہے۔

”اے میری اُمّت تیرے پیٹرا تجھ کو گمراہ کرتے ہیں۔ اور تیرے راہ گروں کی راہ مارتے ہیں۔ خداوند کھڑا ہے کہ مقدمہ پیش کرے اور وہ لوگوں کی عدالت کرنے پر مستعد ہے۔“

(باب ۲ آیات ۱۲-۱۳)

کیونکہ وہ جو ان کے پیشوا ہیں ان سے خطا کاری کراتے ہیں۔ اور وہ جو ان کی پیروی کرتے ہیں ان کے جائیں گے

سوداوند اُن کے جوانوں سے خوشنود نہیں اور وہ ان کے یتیموں اور ان کی میواؤں پر رحم نہ کرے گا کہ ان میں سے ہر ایک بے دین ہے اور بدکردار ہے۔“ (باب ۹ آیات ۱۴-۱۷)

یرمیاہ بنی کی کتاب میں بھی اسی طرح مذکور ہے۔

غرض یہودی کی سرکشی اور خدا سے بغاوت کے یہ انہرناک حالات تھے۔ جن پر خدا کی جانب سے بار بار ان کو تنبیہ کی جاتی اور ملت سے فائدہ اُٹھانے کی ترغیب دی جاتی رہی۔ لیکن ان پر اُنٹائی اتر ہوتا رہا اور ان کی بے حیائی اور گناہوں پر جبارت بڑھتی گئی۔ اور لَقْنَسْدَن فِی الْاَرْضِ وَلِنَغْلِقَنَّ عَلَیْکُمْ اَلْاَبْوَابَ کے پورے مصداق بن گئے۔

**بخت نصر کا تباہ کن حملہ**۔ جب ان یہودیوں کا معاملہ حد سے بہت بڑھ گیا۔ تب یکایک غیرت ختنے نے قمر اور بطش شدید کی شکل اختیار کی اور اس کا زبردست ہاتھ ان کی جانب پاداشِ عمل کے لئے ہڑتار ساتویں صدی مسیح کے آخری دور میں بابل (عراق) کی حکومت پر ایک زبردست جبری اور ظالم و جابر بادشاہ سربر آرائے سلطنت ہوا۔ اس کا نام بنوکزداریا بنوکزدار تھا اور عرب اس کو بخت نصر کہتے تھے۔ اور اسی نام سے اب وہ عام طور سے تاریخ میں مشہور ہے۔ اگرچہ اس زمانہ میں بابل کی حکومت بہ ذاتِ خود ایک متمدن اور زبردست حکومت شمار ہوتی تھی۔ مگر اس سے قریب نینوی کی مشہور طاقت کی تباہی کے بعد تو اس کو اور زیادہ قوت و شوکت حاصل ہو گئی اور وہ ایک عظیم الشان شہنشاہیت تسلیم کر لی گئی۔ حتیٰ کہ ایران کی مختلف قبائلی حکومتیں بھی اس کی باجگزار اور ماتحت حکومتیں سمجھی جانے لگیں۔ بخت نصر نے اس پر بھی اکتفا نہ کیا اور اس کی نظریں شام و فلسطین کے علاقوں پر بھی پڑنے لگیں۔ جو یہودیوں کا علاقہ کہلاتا تھا۔ اور بنی اسرائیل کے مذہب اور قومیت کا گہوارا سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ وہ اس کی جانب بڑھا۔ جب یہودیہ کی سرزمین کے باشندوں نے یہ سنا تو اُن کے ہوش و حواس جاتے رہے۔ اور بادشاہ سے نیکر رعایا تک سب کو موت کا نقشہ نظر آنے لگا۔ اور اب وہ سمجھے کہ سب سے زیادہ اور یرمیاہ علیہما السلام نے ہماری بدکاریوں پر متنبہ کرتے ہوئے جس سزا اور عذاب الہی کا ذکر کیا تھا۔ اور جس سے ناراض ہو کر ہم نے یرمیاہ علیہ السلام کو قید میں ڈال رکھا ہے۔ وہ وقت آ پہنچا۔ مگر شوئے قیمت دیکھئے۔ اب بھی صحیح علاج نہ سوچا۔ غلط تدبیروں پر فریفتہ ہوئے۔ انہوں نے اس نازک حالت کو دیکھ کر اپنی بد اعمالیوں اور بد کرداریوں پر اظہارِ ندامت اور درگاہِ الہی میں توبہ و انابت کی جانب پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنی مادی طاقت کے اسباب و وسائل پر بھروسہ کیا اور شاہِ بابل کے مقابلہ کے لئے آمادہ ہو گئے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہ فلسطین اور شام کے شہروں اور آبادیوں کو دیران اور مسمار کرتا ہوا بیت المقدس (یروشلم) کے دروازہ پر آکھڑا ہوا۔ اب شاہ یہود ایکوینان بن یوئیم کو بجز اطاعت کے اور کوئی چارہ نہ رہا۔ بخت نصر یروشلم میں لشکر سمیت داخل ہوا اور بادشاہ سردار اور تمام امراء کو قید کر لیا۔ اور شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ لشکریوں نے تمام مال و متاع اور ہیکل کی تمام اشیاء کو لوٹ لیا۔ اور تورات کے تمام نسخوں کو آگ میں جلا کر خاک کر دیا۔ اور ہزار ہا انسانوں کو قتل اور بہ اختلافِ روایت

ایک لاکھ سے زائد یہودیوں کو (جن میں بوڑھے بچے عورتیں مرد سب ہی تھے) بھیرٹ بکری کی طرح مہکتا ہوا پیادہ یا بابل لے گیا۔ اور ان سب کو غلام و باندی بنالیا۔ علاقہ فلسطین و شام کے لاکھوں انسانوں کو قتل و غارت کرنے کے علاوہ صرف دمشق میں اس نے بے تعداد یہودیوں کو تہ تیغ کیا۔ حتیٰ کہ خود یہودیوں کی زبان پر یہ تھا کہ یہ انبیاء کرام علیہم السلام کے ناحق قتل کی سزا ہے۔ جو ہم کو شاہ بابل کے ذریعہ دی جا رہی ہے۔ ”شامت اعمال ما این صورت نادر گرفت“۔

فاذا جاء وعد الہما بعثنا علیکم عباداً لنا اولی بائس شدید فجا سوخلال الدیاس وکان وعداً مفعولاً۔

غرض شاہ بابل کے اس حملہ نے یہود کا ملک ہی ویران نہیں کیا بلکہ ان کے مذہب اور قوم کو بھی پارہ پارہ کر دیا۔ چنانچہ یہود کے ان قیدیوں میں حضرت دانیال (اصغر) حضرت عزیر اور بعض دوسرے وہ بزرگ بھی تھے جن کو خدا تعالیٰ کی جانب سے قیام بابل کے زمانہ میں یہود کی اصلاح کے لئے نبوت سے سرفراز کیا گیا۔ تاکہ وہ اس بت پرست شہنشاہیت کی غلامی میں طاقت و آزادی سے محرومی کے ساتھ ساتھ دین و مذہب سے بھی محروم نہ ہو جائیں۔ (تاریخ ابن کثیر جلد ۲)

ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے کہ جب بخت نصر بیت المقدس میں داخل ہوا کہ سب کچھ برباد کر چکا تو اس کو اطلاع دی گئی کہ یہود نے اپنے ایک بنی یرمیاہ (علیہ السلام) کو اس بنیاد پر قید کر رکھا ہے کہ انہوں نے تیری آمد اور حملہ سے قبل اپنی قوم کو ان تمام باتوں کی خبر دیدی تھی جو آج پیش آئیں۔ یہ سن کر شاہ بابل بخت نصر نے ان کو زندان سے نکالا اور ان سے بات چیت کر کے بے حد متاثر ہوا۔ اور اصرار کیا کہ اگر وہ بابل چلنے پر آمادہ ہوں تو ان کو منصب جلیل دیا جائیگا اور ان کی فراست و دانائی سے فائدہ اٹھایا جائے گا۔ مگر حضرت یرمیاہ نے یہ کہہ کر صاف انکار کر دیا کہ تیرے ہاتھوں میری بد قسمت قوم کا جو حال ہوا ہے۔ اُس کے بعد میرے لئے بابل جانا میری زندگی کا سب سے بدترین سانحہ ہو گا میں تو اب ان ہی کھنڈرات پر زندگی گزار دوں گا۔ پس اے بادشاہ تو مجھ سے اس بارہ میں اصرار نہ کر شاہ بابل یہ سن کر خاموش رہا اور بابل کو روانہ ہو گیا۔ (تاریخ ابن کثیر جلد ۲)

**غلامی سے نجات۔** بابل کی غلامی کا یہ زمانہ یاں انگریز، عبرت ناک اور حسرت زا تھا۔ بلا ہر کوئی سمارانہ تھا کہ جس کے بل بوتہ پر وہ اپنی اس حالت میں انقلاب پیدا کر سکتے۔ البتہ جب وہ یرمیاہ (علیہ السلام) کے مکاشفوں اور پیشین گوئیوں کی ابتدائی صداقت کا تجربہ کر چکے۔ بلکہ اپنی زندگی پر ان کو گزرتا ہوا دیکھ چکے تو ان کے لئے امید کی ایک جھلک ضرور باقی تھی کہ ان مکاشفوں اور پیشین گوئیوں میں ساتھ ہی یہ بھی خبر دی گئی تھی کہ یہود بابل میں ستر برس غلام رہیں گے۔ اور ستر برس گزرنے پر فارس سے ایک بادشاہ کا ظور ہو گا۔ جو خدا کا پیغام اور اس کا چروانا کھلائے گا وہ یہود اور یرمیاہ کی نجات دہندہ ہو گا۔

چنانچہ یرمیاہ کی کتاب میں یہ صراحت یہ مدت مذکور ہے۔



اور یہ ساری سرزمین دیرانی اور جیرانی کا باعث ہو جائے گی اور یہ تو میں ستر برس تک بابل کے بادشاہ کی غلامی کریں گی۔ (باب ۲۵ آیت ۱۱)

اور ایسا ہو گا خداوند کہتا ہے۔ کہ جب ستر برس پورے ہونگے میں بابل کے بادشاہ کو اور اس کی قوم کو اور کسولیوں (بابلیوں) کی زمین کو ان کی بدکاری کے سبب سزا دوں گا اور میں اسے ایسا اجاڑوں گا کہ ہمیشہ تک دیرانہ رہے۔ (باب ۲۵ آیات ۱۲-۱۳)

خداوند یوں کہتا ہے کہ جب بابل میں ستر برس گزر چکیں گے تو میں تمہاری خبر لینے آؤں گا۔ اور تمہیں اس مکان میں پھرانے سے اپنی اچھی بات تم پر قائم کر دوں گا (باب ۲۹ آیات ۱۰-۱۱)

اس قسم کی پیشین گوئی حضرت یسعیاہ نے واقعہ سے تقریباً ایک سو ساٹھ برس قبل اور حضرت یرمیاہ نے ساٹھ برس قبل یوڈ کو ان کی تباہی و بربادی کی پیشین گوئی کے ساتھ ساتھ سنادی تھی۔ حتیٰ کہ قیام بابل کے دوران میں پیشین گوئی کے ظہور سے تھوڑا سا زمانہ قبل دانیال علیہ السلام نے اپنے مکاشفہ میں اس شاہ فارس کو ایک ایسے مینڈھے کی شکل میں دیکھا تھا جس کے دو سینگ (قرنین) ہیں اور جبرئیل علیہ السلام نے اس کی یہ تعبیر دی۔ کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ بادشاہ مادہ (میڈیا) اور فارس دو بادشاہتوں کو ملا کر بادشاہی کرے گا۔

۵۵۹ قبل مسیح میں اچانک میڈیا کے رئیس کمبوجہ (کیقباد) کے جانشین کے ارش (خوس) نے غیر معمولی حالات کے ساتھ ظہور کیا۔ اور چند ہی روز میں میڈیا اور فارس کی ریاستوں نے برضا و رغبت اس کو اپنا واحد شہنشاہ تسلیم کر لیا۔ اور وہ بغیر کسی خونریزی کے انیشاد کو چک کے تمام علاقوں کا زبردست اور خود مختار شہنشاہ بن گیا۔ اہل فارس اس کو ”کے ارش“ اور گورشا کہتے ہیں۔ لیکن یہ یونانی میں سائرس۔ عبرانی میں خوس اور عربی میں کیمسرو کے ناموں سے مشہور ہے۔ خوس کا عروج و ظہور یہود کے لئے خوشحالی۔ آزادی اور امن و اطمینان کا بہت بڑا سبب بنا۔ اسی لئے وہ اس کی شخصیت کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ اور ان کے انبیاء کے صحیفوں میں اس کو خدا کا چہرہ دانا مسیح“ اور بنی اسرائیل کا نجات دہندہ کہا گیا ہے۔

عصر جب خوس (کیمسرو) میڈیا اور فارس دونوں ریاستوں کو ملا کر ایک زبردست اور خود مختار بادشاہ ہو گیا۔ تو یہ وہ وقت ہے کہ بابل کے تحت سلطنت پر نجات نصراً ایک جانشین بیل شازار سریراٹے سلطنت تھا۔ یہ بادشاہ نجات نصراً کی طرح اگرچہ جری اور بہادر نہیں تھا۔ مگر ظلم اور عیاشی میں اس سے بھی آگے تھا۔ حتیٰ کہ خود اس کی رعایا اس کے اعمال بد سے سخت پریشان تھے۔ اور اس کے ظلم سے عاجز اور ہر وقت انقلاب کی خواہاں رہتی تھی۔ چنانچہ بابل کی رعایا نے چند افسروں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ خوس کے پاس جائیں اور اس سے عرض کریں کہ آپ کی ایمانداری عدل و انصاف اور رعایا پر دہری کی شہرت نے ہم کو مجبور کیا ہے کہ ہم آپ کو دعوت دیں کہ آپ

ہم کہیں شازار کے مظالم سے نجات دلا کر اپنی رعایا بنا لیجئے۔ خورس کے پاس یہ وفد اس وقت پہنچا جبکہ وہ مشرق کی مہم سر کرنے میں مشغول تھا۔ اس نے وفد کی درخواست کو سنا اور قبول کیا اور مشرقی مہم سے فارغ ہو کر بابل پہنچا۔ اور اس کی مستحکم اور ناقابل تسخیر دوسری شہر بنیاد کو منہدم کر کے حکومت بابل کا خاتمہ کر دیا اور تمام رعایا کو امن دے کر بیل شازار کے مظالم سے نجات دلائی جس کا بابل کی رعایا نے بے حد شکریہ ادا کیا اور خوشی اس کی اطاعت قبول کر لی۔

جب خورس بابل کے شہر میں فائن خانہ داخل ہوا تو دانیال علیہ السلام نے اس کو توراۃ و صحف انبیاء کی وہ پیشین گوئیاں دکھائیں جو حضرت یسعیاہ اور حضرت یرمیاہ نے یہود کو غلامی سے نجات دلانے والی ہستی کے متعلق کی تھیں۔ خورس ان کو دیکھ کر جب حد متناثر ہوا۔ اور اس نے اعلان کر دیا کہ تمام یہود آزاد ہیں۔ کہ وہ ملک شام و فلسطین کو واپس چلے جائیں۔ اور وہاں جا کر خدا کے مقدس گھر یروشلم (بیت المقدس) اور اس کی ہیکل (مسجد) کو دوبارہ تعمیر کر دیں۔ اور اس سلسلہ کے تمام اخراجات سرکاری خزانہ سے ادا کئے جائیں۔ اور یہ بھی اعلان کیا کہ یہی دین حق ہے۔ اور یروشلم کا خدا ہی سچا خدا ہے۔

عزرا کی کتاب میں ہے کہ اگرچہ خورس کی بدولت یہود کو دوبارہ آزادی اور خوشحالی نصیب ہوئی۔ اور ہیکل کی تعمیر بھی شاہی خزانہ سے شروع ہو گئی۔ مگر ابھی تک تکمیل نہیں ہوئی تھی کہ خورس کا انتقال ہو گیا اور اس کا بیٹا کیتباد (کبوجہ) بھی جلد مر گیا۔ تب آٹھ سال کے اندر ہی اندر دارا جو خورس کا چچا زاد بھائی تھا۔ اس کا نشان ہوا۔ اس درمیان میں بعض مخالف افسروں نے یروشلم کی تعمیر کو حکماً روک دیا۔ تب حجی نبی اور زکریا نبی نے دارا کے دربار میں ایک مراسلہ بھیجا۔ جس میں تعمیر بیت المقدس کے متعلق لکھتے ہوئے اس کو بتایا تھا کہ سرکاری دفتر میں خورس کا وہ حکم نامہ ضرور موجود ہوگا جس میں بیت المقدس کی تعمیر کا حکم اور خزانہ شاہی سے اخراجات کا ذکر کیا گیا ہے۔ آپ اس کو نکلوائیں اور متعلقہ افسروں کو حکم دیں۔ کہ جو بھی اس کی تعمیریں حائل ہو رہے ہیں ان کو روک دیں تاکہ ہم بہ اطمینان اس کی تعمیر کر سکیں۔ چنانچہ دارا نے جب خورس کا وہ حکم نامہ دفتر سے طلب کیا۔ تو اس میں واقعی یہ تحریر تھا کہ یروشلم کی تعمیر میں خاص امداد دی جائے۔ خرچ بادشاہ کے خزانہ سے دیا جائے۔ اور اس حکم کے مطابق دارا نے یروشلم کی تکمیل کا حکم دیا اور افسروں کو سختی کے ساتھ روک دیا۔ کہ کوئی اس میں ہرگز مزاحمت نہ ہو۔ اور یروشلم اور خدائے یروشلم کے ساتھ اپنی اور اپنے پیٹروں کی بڑی عقیدت کا اظہار کیا۔ چنانچہ جلد ہی حجی اور زکریا علیہما السلام انبیاء بنی اسرائیل کی نگرانی میں دارا کے افسروں نے اس تعمیر کو مکمل کر دیا۔ عزرا کی کتاب میں ہے۔

چنانچہ انہوں نے اسرائیل کے خدا کے حکم کے مطابق اور فارس کے بادشاہ خورس اور دارا اور ان کے

کے حکم کے مطابق تعمیر کی اور کام کو انجام تک پہنچایا (باب ۶ آیات ۱۳-۱۴)

یہود بنی اسرائیل کو اب پھر ایک بار امن و اطمینان نصیب ہوا۔ اور انہوں نے ارضِ یوداہ میں دوبارہ اپنی حکومت کو استوار کیا۔ اور چونکہ شاہِ بابل نے تورات کے تمام نسخوں کو بھی جلا کر خاک کر دیا تھا اور ستر برس تک وہ خدا کی اس کتاب سے محروم رہے تھے۔ اس لئے اُن کے اصرار پر حضرت عزیر (عزرا) علیہ السلام نے اپنی یادداشت سے از سرِ نواس کو تحریر کیا۔ یہود امن و چین کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے۔ مال و اولاد کی کثرت ہوئی۔ اور ہر طرح سے مطمئن تھے۔ اسی کو قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔ **ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكُفَّةَ عَلَيْنَا وَمَا كُنَّا بِمَأْمُورٍ لَّكُمْ بِبَنِيانٍ وَجَعَلْنَا كُمُ الْكَثَرُفَيْنِ** (پھر دیکھو ہم نے زمانہ کی گردش تمہارے دشمنوں کے خلاف اور تمہارے رافق کر دی اور مال و دولت اور اولاد کی کثرت سے تمہاری مدد کی اور تمہیں پھر ایسا بنا دیا کہ بڑے جتنے والے ہو گئے) اور ان حالات میں وقت کے انبیاء کرام کے ذریعہ ان کو بار بار سمجھایا گیا۔ **اِنَّ اَحْسَنَ مَا كُنْتُمْ لَكُمْ** (وہاں اس آئینہ فلہا اگر تم نے بھلائی کے کام کئے تو اپنے ہی لئے کئے اور اگر بُرائیاں کیں تو بھی اپنے ہی لئے کیں۔)

**نشرارتِ یہود کا دوسرا دور۔** اتنی سخت ٹھوکر کھانے اور ذلت و رسوائی کی اس عبرتناک سزا کو برداشت کرنے کے باوجود یہود عبرت پذیر نہ ہوئے۔ اور آہستہ آہستہ انہوں نے پھر ظلم و فساد و بظاہر سرکشی پر کمر باندھ لیا۔ اور گزشتہ بد اخلاقیوں اور بد کرداریوں کا مظاہرہ شروع کر دیا۔ کچھ یہ بھی نہیں تھا کہ کوئی ان کو سمجھانے اور تنبیہ کرنے والا نہیں تھا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے سچے پیغمبروں کا سلسلہ ان میں جاری تھا۔ اور وہ ان کو سیدھی راہ پر لگانے اور بُری راہ سے بچانے کے لئے برابر پند نصیحت اور موعظت و بصیرت کا حق ادا کرتے رہتے تھے۔ مگر ان کے قومی مزاج کا توازن اس دہخہ خراب ہو چکا تھا کہ ان پر کسی اچھی بات کا اثر نہ ہوتا تھا۔ اور بادشاہ سے بیکر رہا یا تک سب اسی ایک رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ وہ پیغمبرانِ حق کا مذاق اڑاتے اور اپنی حرکات و سوانح پر شرمندہ ہونے کی بجائے فخر کرتے رہتے تھے۔ اسی اثنا میں ایک ہوش و باور ظالمانہ واقعہ پیش آ گیا۔ جس سے یہودیوں کی باطل کوشی اور دناست رد و دشمنی کی طرح ثابت ہو گئی۔ یعنی ہیرودیس یہودیا کے بادشاہ نے اپنے سوتیلے بھائی کے انتقال کے بعد اس کی حسین بیوی پر عاشق ہو کر شادی کر دی۔ چونکہ یہ عقد اسرائیلی ملت کے خلاف تھا۔ اس لئے حضرت یحییٰ علیہ السلام نے سر دربار اس کو اس حرکت پر ملامت کی۔ اور خدا کے خوف سے ڈرایا۔ ہیرودیس نے اس کو بہت ہی ہنسنا و غم و غصہ سے بے تاب ہو گئی۔ اور ہیرودیس کو آمادہ کیا کہ وہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو قتل کر دے۔ اور وہ یہ کہ اس پر اس نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر قلم کر کے اور لشت میں لٹھکھک اس کے پاس ججوا دیا۔ ہیرودیس نے اس ظالمانہ حرکت پر بد اسرائیل میں سے کسی نے ملامت نہیں کی۔ بلکہ ایک جماعت نے تو اس کے اس ملعون فس کو بہت بڑا ستارہ دیکھا اور اب حضرت یحییٰ علیہ السلام کی شہادت کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت و تبلیغ کا وقت آ گیا۔ اور انہوں نے علی الاعلان

یہود کی بدعات - مشترکہ رسوم - ظالمانہ خصائص اور بد دینی کے خلاف جہاد لسانی شروع کر دیا۔ یہود کی بڑی اکثریت نے ان کی مخالفت کی۔ اور آخر کار یہودیوں نے شاہ یہودیہ پلاس سے اُن کے قتل کی اجازت حاصل کر کے ان کا محاصرہ کر لیا۔ مگر خدا تعالیٰ نے ان کے ارادوں کو ناکام بنا کر عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھالیا۔ و ما قتلوا یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ

اس تمام عرصہ میں ان کی بدکاریوں اور نفاذاتوں کے باوجود خدا تعالیٰ کے قانون اسمال نے اُن کو توبہ و انابت کے لئے پوری ملت دی۔ مگر انہوں نے اصلاحِ حال کی بجائے مصلحین کو مستاننا اور تہ تیغ کرنا شروع کیا اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کو تو شہید کر ڈالا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے آمادہ ہو گئے۔

طیطوس رومی کا تباہ کن حملہ - آخر پاداشِ عمل سامنے آئی۔ اور اب خود یہودیوں کے باہم خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ وجہ یہ پیش آئی کہ اس دور میں یہود کے تین فرقے ہو گئے تھے۔ ایک فقہا کی جماعت تھی اور ان کو "قریبی" کہتے تھے۔ اور دوسری جماعت اصحابِ ظاہر کی تھی۔ جو الہامی الفاظ کے ظاہر پر جمود کرتے تھے۔ ان کو صدوقی کہتے تھے۔ اور

تیسری جماعت مناضلِ رامپوں کی تھی۔ ان میں سے قریبی اور صدوقی کا اختلاف اس درجہ ترقی کر گیا تھا کہ ان میں سخت خونریزیاں ہونے لگیں۔ شاہ یہودیہ جس گروہ کا نظردار ہو جانا تھا وہ دوسرے گروہ کو بے دریغ قتل کرنا تھا۔ آخر یہ جنگ اس درجہ بڑھی کہ شاہ یہودیہ کو باغیوں کے خلاف رومیوں سے مدد لینا پڑتی تھی۔ اور بت پرستوں کے ہاتھوں یہودیوں کو قتل کرایا جانا تھا۔ چنانچہ اس کشمکش میں رفعِ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً ستر

سال بعد یہود کے دو مدعیانِ حق یوحنا اور شمعون کے درمیان سخت معرکہ جنگ و جدل برپا ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ تختِ روم پیاس کا ایک بہادر جرنیل اسبنالوس قبضہ کر رہا تھا۔ اور ارضِ یہودیہ میں یوحنا کو کامیابی ہو گئی تھی۔ جو نہایت سفاک اور بدکار تھا۔ اور اس کے ظالم ساتھیوں کے ہاتھوں ارضِ مقدس کی تمام مٹی کوچوں

میں خون کی ندیاں بہ رہی تھیں۔ اس حالت میں یہود نے اسبنالوس سے مدد چاہی۔ اور اس نے اپنے بیٹے طیطوس (ٹیٹس) کو ارضِ مقدس کی فتح پر مامور کیا۔ وہ آگے بڑھا۔ اور ارضِ یہودیہ کے قریب جا کر اپنے ایک قاصد نیکانوس کو بھیج کے لئے بھیجا۔ یہود کا پائے ظلم و ستم بہت بڑھا چڑھا ہوا تھا۔ انہوں نے اس کو بھی قتل کر دیا۔ اب طیطوس

غضبناک ہو گیا۔ اور اس نے کہا کہ بلا لحاظ فرقہ کے تمام یہود کا استیصال کر کے جاؤ وگرنہ تاکہ ہمیشہ کے لئے اس سرزمین سے یہ جھگڑا پاک ہو جائے۔ چنانچہ بقول مؤرخین اس نے بیت المقدس پر اس قدر سخت حملہ کیا کہ شہر بپاہ منہدم ہو گئی۔ سبیل کی دیواریں شکستہ ہو گئیں۔ محاصرہ کی طوالت سے ہزاروں یہود بھوکے مر گئے۔ اور ہزاروں افراد کو بے

وطن ہو گئے۔ اور جو بچے تھے وہ تلوار کے گھاٹ اتار دیے گئے۔ رومیوں نے سبیل کی بے جرحتی کی اور جہاں خدائے واحد کی عبادت ہوتی تھی۔ وہاں بت جا کر رکھ دیے۔ فاذا جاء وعد الاخرۃ لیسوعا و جوہلکہ ولین خلیلا

المسجد كما دخلوا اول مرة وليتبروا ما علوا تتبيرا (پھر جب دوسرے دوسرے کا وقت آیا تو ہم نے اپنے دوسرے بندوں کو بھیج دیا تاکہ تمہارے چہروں پر رسوائی کی کالک پھریں اور اسی طرح (ہیکل) مسجد میں داخل ہو جائیں جس طرح پہلی مرتبہ حملہ آور گھسے تھے اور جو کچھ پائیں توڑ پھوڑ کر برباد کر ڈالیں) غرض یہ وہ شکست تھی کہ پھر یہود کبھی نہ اُٹھیں۔ اور اپنی کینہ اور ظالمانہ حرکات، علانیہ فسق و فجور اور نبیوں کے قتل کی پاداش میں ہمیشہ کے لئے ذلیل و خوار اور غلام ہو کر رہ گئے۔ ضربت علیہم الذلۃ والمسکنة و باؤ بغضب من اللہ، ذالک باخھم کافوا یکفرون بآیات اللہ ویقتلون النبیین بغیر الحق ذالک بما عصوا و کافوا یقعدون ہ

یہ تھا تاریخِ یہود کا ایک عبرت آموز واقعہ جس کو قرآن عزیز میں اس لئے ذکر فرمایا تاکہ آنے والی نسلیں اس کو یاد کر کے نصیحت و موعظت حاصل کریں۔ اور یہود جیسے انجامِ بد کے خوف سے یہودانہ اعمال و اخلاق سے اجتناب رکھیں۔ ذرا غور کر کے دیکھنا چاہئے کہ اس دور میں کیا وہ یہودی تاریخ پھر دہرائی جا رہی ہے۔ العاقل تکفہ الاشارة ۵

خوشتر آں بات کہ سیرِ دسراں گفتم آید در حدیثِ دیگران

## لغزہٴ مسلمہ

(از کامل القرشی)

کبھی دیکھی بھی ہو نگی معرکہ آرائیاں میری  
انہیں جبر و تحکم سے مٹا دینا نہیں آساں  
بدل لویوں تو لاکھوں ظلم و استبداد کے پہلو  
جھکے جو آستانِ غیر پر وہ سر نہیں میرا  
رضاجوئی پہ مٹتا ہوں جو منہ سے اُف نہیں کرتا  
خوشامد جن کا شیوہ کا سہ لسی جس کی فطرت ہو  
کبھی تم نے سنی ہو گی وہ خوں دستانِ میری  
تمہیں خود رام کر لینگے ہی خود داریاں میری  
مگر یہ بھی سمجھتے ہو رسائی ہے کہاں میری  
کرے جو مدحِ باطل کی نہیں ہرگز زباں میری  
نہیں تو نگ ہی لا کر رہے اک دن فغاں میری  
کبھی کر ہی نہیں سکتے وہ تائیدِ سیاں میری

سمجھ لینا تم اس کو سیرا مجبور ہو جانا

کہ حالت اور ہو جاتی ہے وقتِ امتحاں میری

# ایک دلچسپ ناطقہ

(نقطہ سوم)

(از مولانا رشید احمد صاحب پناہوی خطیب جامع مسجد چتر مندلی لاہور)

دوستو تم نے پڑھا ہوگا۔ کہ کفار کے لشکر بھی مسخ ہوتے تھے۔ اور سامان رسد بھی انہیں باقاعدہ طور پر پہنچتا تھا۔ اور ان کو کسی چیز کی کمی نہیں ہوتی تھی۔ ادھر مسلمانوں کے پاس ہتھیار بھی مقررے اور خوراک کا یہ حال کہ دو دو کھجوریں کھا کر گزارہ کرتے رہے۔ آخر وہ کونسی چیز تھی جس کے بل بوتے پر سینکڑوں کی تعداد میں لاکھوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ڈٹ جاتے تھے اور پھر فتح و نصرت ان کے قدم چومتی تھی۔ وہ ماہ الامتیاز اگر کوئی چیز ہو سکتی ہے۔ تو وہ صرف طاقت و روحانی ہی ہے۔ علامہ اقبال مرحوم نے کیا پتے کا شعر کہا ہے

عمل پیہم، یقین حکم، محبت فاتح عالم، جہاد زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں  
والفوجھو انما للمجد للہ رب العالمین کہتے ہوئے بیٹھ گیا۔

پناہوی صاحب۔ جناب مولانا کی تقریر کو آپ نے بڑے غور سے سنا۔ لیکن مولانا نے مجھے تو بہت کوسا کہ آپ نے آدھی آیت پڑھی اور آدھی چھوڑ دی۔ مگر خدیوم خنین کی آیت کا کچھلا حصہ چھوڑتے ہوئے نہ جھجکے۔ جس سے میرا دعا ثابت ہوتا تھا۔ وہ یہ ہے **ثم انزل اللہ سکینتہ علیٰ رسولہ و علیٰ المؤمنین و انزل جنوداً لم تر وھا و عنہ الذین کفروا ط** پھر اللہ نے اپنے رسول پر اور نیز مسلمانوں پر اپنی طرف سے تسلی نازل فرمائی۔ اور تمہاری مدد کو فرشتوں کے ایسے لشکر بھیجے۔ جو تم کو دکھائی نہیں دیتے تھے اور آخر کار کافروں کو بڑی سخت مار دی۔ اسے سن لیا مجھ کو تو لازم دیتے تھے اور اپنا یہ حال ہے کہ کسی نے کیا خوب کہا ہے

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام + وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا  
میرا دعا اس آیت سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بھی توبہ کرنے کے لئے فرشتوں کے لشکر کو ہی اتارا۔ کیونکہ یہ عالم اسباب ہے۔ اس میں بغیر اسباب کے کوئی کام نہیں ہوتا۔

سنو! میرے دوستو میں ایک واقعہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ آپ نے جنگ احد کا واقعہ نہا ہوگا۔ کہ اس میں مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ وہ شکست کیوں ہوئی۔ آؤ! میں تمہیں بتاؤں کہ وہ کس لئے ہوئی۔ وجہ یہ تھی کہ حضور علیہ السلام نے ایک جماعت کو ایک گھاٹی میں تعینات فرما کر ان سے یہ کہہ دیا تھا کہ اپنی جگہ سے نہ ہٹنا۔ باقی مسلمانوں نے کافروں پر حملہ کر کے ان کو بھگا دیا۔ تو گھاٹی والوں نے لوٹ کے لاہج سے مورچہ چھوڑ دیا۔ کافروں نے کئی کاٹ کر وہی مورچہ آباد کیا یا مسلمان مقابلے کی تاب نہ لائے

ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے۔ یہاں تک ذہن پہنچی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام معدودے چند رفیقوں کے ساتھ لشکر سے الگ رہ گئے۔ اور زخمی ہوئے۔ دندان مبارک خنید ہوا اور آپ کے سر مبارک میں بھی چوٹ آئی۔ یہ سب ماجرا صرف اس لئے ہوا کہ فوجی نظام برقرار نہیں رہا تھا۔ تو یہ سارا صدمہ محض ان کی انتظامی کوتاہی کے بدلے میں تھا جو گھائی چھوڑ کر بھاگ نکلے تھے اور مورچہ چھوڑ دیا تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ فوجی انتظام بھی ایک ضروری چیز ہے۔ اور آپ توکل پر بہت زور دیتے ہیں۔ لیکن یاد رکھو وہ واثق ایمان کے لوگ تھے۔ آج ہم بہت کمزور ایمان ہیں۔ اس لئے ہم اگر توکل کریں تو اپنے ہاتھوں خود تباہ ہو جائیں۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ توکل کا مطلب جو آپ نے سمجھ رکھا ہے وہ عقل و دانش سے کوسوں دور ہے۔ کسی شاعر نے توکل کے مطلب کو کیا ہی خوب واضح کیا ہے۔

توکل کا یہ مطلب ہے کہ فخر تیز رکھ اپنا پھر انجام اس کی تیزی کا مقدر کے حوالے کر وقت ختم ہو رہا ہے۔ اس لئے میں صرف حاضرین مجلس کو اتنا ہی بتانا چاہتا ہوں کہ ذرا ان واقعات کو گہری نظروں سے دیکھو اور سوچو۔

**فقیر**۔ بادران اسلام! مولانا نے جو فرمایا ہے کہ ہم بہت ضعیف الایمان انسان ہیں۔ اس لئے ہم سے توکل تیار نہیں ہو سکتا۔ ہماری ضعیف ایمانی میں کوئی شک نہیں۔ لیکن اسی روحانی تزلزل کو تو میں پیٹ رہا ہوں کہ آپ اپنے ایمانوں کو مضبوط بناؤ۔ اپنی روحانیت کو اس عروج پر لے جانے کی جدوجہد کرو جس پر سلف صالحین تھے۔ اگر اس مجلس میں مولانا ظفر علی ہوتے تو کہہ اُٹھتے کہ

نفس بڈر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو + اُنز سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی چنانچہ اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے۔ وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا إِنَّمَا الْأَعْلَٰوَاتُ إِنَّ كَلِمَةً مَوْمِنِينَ ۝ اور بہت نہ مارو اور آذرہ خاطر نہ ہو اور اگر تم سچے مسلمان ہو تو آخر کار تمہارا ہی بول بالا ہے۔ دوسری دلیل جو آپ کی بڑی مایہ ناز دلیل ہے۔ اُسے بھی سنئے۔ جنگِ احد میں شکست مولانا اس لئے ہوئی تھی کہ وہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی کے مرتکب ہوئے تھے۔ جن کے حکم کی تعمیل ہی تو روحانی عروج کا باعث اور نافرمانی روحانی تزلزل کا باعث اور تزلزل کا سبب ہے۔ آپ نے روحانیت کو کیا سمجھا ہے؟ خدا کا کوئی غلط مضمون نہ سمجھ جائیں روحانیت تو نام ہی اسی چیز کا ہے۔ کہ اس کا کلی دالے آقا کے ارشاد ابرو پر اپنی جانوں سے کھیل جائیں۔

مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ۚ قُرْآن کا حکم کھلم کھلا ارشاد ہے۔ آج بھی ہم اگر اپنی صورتوں اور سیرتوں کو نقشِ قدمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر چلائیں۔ اور ان کے اسوۂ حسنہ پر چلیں۔ پھر ہی تو ایمان دار ہو سکتے ہیں جن کے لئے نصرت و اعانت کرنا خدا اپنے ذمے لے رہا ہے حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ (مسلمانوں)

کی نصرت ہمارے ذمہ کرم پر ہے، مسلمانو! اگر نصرت الہی کی آغوش میں رہنا چاہتے ہو تو اپنی روحانی طاقت کو مضبوط کرو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پیش نظر رکھو۔ قان یکن منکم ما تمہ صابرة یخلیو اما اثنتین ۷ وان یتکن منکم الف یتکلبوا الیقین باذن اللہ ط واللہ مع الصّٰبِرِین ط (اگر تم میں سے ثابِت قدم رہنے والے تلو ہونگے تو وہ دو سو کافروں پر غالب رہیں گے۔ اور اگر تم میں سے ایسے ایک ہزار ہونگے تو وہ خدا کے حکم سے دو ہزار کافروں پر غالب رہیں گے۔ اور اللہ ان لوگوں کا ساتھی ہے جو لڑائی کی تکلیفوں پر صبر کرتے ہیں) ایک اور جگہ پر اس طرح ارشاد ہوتا ہے۔ کم من فئۃ قلیلة غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ اکثر ایسا ہوا ہے کہ اللہ کے حکم سے تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب آگئی ہے) میرے ذہن میں تاریخ کے ہزار اوقات ایسے گونج رہے ہیں۔ جو منظر عام پر آنے کے لئے سخت بے تاب ہیں۔ مگر وقت کی قلت سے مجبور ہوں۔ سر دست ایک واقعہ مختصر الفاظ میں پیش کرتا ہوں۔ عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ نے جب شمالی اور مغربی افریقہ کو فتح کیا تو وہاں اُنہوں نے ایک چھاؤنی قائم کرنے کی ضرورت محسوس کی۔ مگر وہاں اس قدر گنجان درختوں کا جنگل تھا جس میں شیر، چیتے اور بھیر پیے وغیرہ اس کثرت سے تھے۔ کہ وہاں کسی انسان کا جانا ایک دشوار امر تھا۔ کوئی آبادی قریب نہ تھی۔ لیکن عقبہؓ کو اس ارادے سے کوئی چیز متزلزل نہ کر سکی۔ آپ چند اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ہمراہی میں وہاں تشریف لے گئے۔ امداد بن بند آواز سے فرمایا۔ یا ایہذا الحشرات والسباع نحن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسحلوا عنا فاننا فامزلون فمن وجدناہ بعدہ قتلناہ۔ یعنی اے جنگل کے حشرات سانپو، بھیر پیے، درندو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں۔ تم اس جنگل کو چھوڑ کر نکل جاؤ کیونکہ ہم یہاں اتر کر جملے سکونت لینا چاہتے ہیں۔ کل کے بعد اگر ہم نے تم میں سے کسی کو یہاں پایا تو قتل کر دیں گے) بس یہ سننا تھا کہ جنگل میں ایک بھلج مچ گئی۔ افریقہ کے باشندوں نے یہ حیرت انگیز معاملہ اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ شیر اپنے بچوں کو اور چیتے بھیر پیے اپنے بچوں کو اور اژدہا اپنے بچوں کو لئے ہوئے جوق در جوق نکل رہے ہیں۔ وہاں کے بربری کو اس کرامت کو دیکھ کر اسلام میں داخل ہوئے۔ وہاں پر شہر آباد کیا گیا جس کا نام قیروان رکھا گیا۔ تب تو مسلمانو! یہ کون سی طاقت تھی جو درندوں جیسے سخت جانوروں پر حکمرانی کر رہی تھی۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے۔

تو ہم گردن از حکم داور پیچ ۷ کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو پیچ

ہاتوا ہا نکم ان کتم صادقین کہہ کر بیٹھ گیا کیونکہ دقت سے بھی ایک منٹ زیادہ ہو چکا تھا



# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## حکومت الہی و استخلاف فی الارض

### امّت مسلمہ کا مقصد حیات

(۱۵۸)

(۲)

آنحضرت صلعم کی بعثت کا اصل مقصد یہ بالکل صحیح ہے کہ آنحضرت صلعم کی بعثت کا اصل مقصد دعوت حق اصلاح اخلاق اور تزکیہ نفوس تھا۔ مگر یہ بھی تو سمجھنا چاہئے کہ صرف اتنی ہی بات مقصود بالذات نہ تھی بلکہ اس صلاح اخلاق اور تزکیہ نفوس کی اصل غرض یہ تھی کہ ایسے مرکزی تربیت یافتہ افراد امت کے ذریعہ دین حق قائم ہو اور ادیان باطل مٹ جائیں۔ انسانوں کی حاکمیت و قانون سازی ختم ہو اور اسکی جگہ اللہ کی حاکمیت اور توازن جاری ہوں۔ آج امت مسلمہ اسی مقصد عظمیٰ کو بھولی ہوئی ہے۔ اور اللہ کی حاکمیت سے منہ موڑ کر اپنی حکومت قائم کر لینا چاہتی ہے۔ اسی وجہ سے ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو استخلاف فی الارض کا وعدہ یاد دلایا جائے۔ اور اسکی سیاسی و تمدنی زندگی کا رُخ خلافت راشدہ کی طرف موڑا جائے۔

مسلمانوں نے خلافت راشدہ کا نظام درہم و برہم کرنے کے بعد اپنی حکومت و بادشاہی کے صدیوں مزے لوٹے اور دنیا میں ظلم و فساد برپا کئے ہیں۔ دنیا کے بعض حصوں میں آج بھی دادِ حکمرانی دے رہے ہیں۔ اسلام کے سیاسی و اقتصادی نظام کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اسلئے کہ اسلام کے سیاسی و اقتصادی نظام سے ان کی عیاشی، نااہلی اور شائد لہذا کا تختہ الٹنا ہے۔ ان کا اثر و اقتدار خاک میں ملتا ہے۔ ان کی نفس پرستی کا قلع مع ہوتا ہے۔ اور ان کو اپنی زندگی کے مرغوبات سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔ کافرانہ نظماہائے سیاست میں انکو یہ سب چیزیں حاصل ہیں۔ بناءً علیہ لدین سیاست اور مغربی جمہوریت ہی میں انکو اپنی نجات نظر آتی ہے۔ کیا یہ خدا کا غضب اور مسلمانوں کی اسلام سے بغاوت نہیں کہ انکے ارباب سیاست اسلامی نظام کے قیام کی آواز کو دبا دینا چاہتے ہیں۔ اور عوام کی بھی انکی برخلاف اسلام آواز پر لیسک کہتی چلی جا رہی ہے۔ قوم پرستی کا بدیت بُری طرح شکار ہے اور بدکاروں و نااہلوں کو اپنا ناخدا سمجھے بیٹھی ہے۔

کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ مسلمان ہوش میں آئیں اپنا مقصد حیات سمجھیں اور اسلام کی دعوت و پکار کو سنیں۔ اگر وہ پاکستان ملنے کے بعد بھی اسلامی نظام کے قیام سے غافل رہے تو انکو مٹنے کے لئے تیار رہنا اور عذاب الہی کا انتظار

کرنا چاہئے، ہم یہ معروضات اسی غرض سے اپنے ناظرین کرام کے سامنے پیش کر رہے ہیں کہ انکو اس تباہی سے بیدار و متنبہ کر دیں اور انکو بتلا دیں کہ مسلمانوں کا کام یہ نہیں کہ وہ حکومت و آزادی ملنے کے بعد بھی سیاسیات و اقتصادیات میں کفار و مشرکین کی تقلید و پیروی کرتے اور اپنی مسلمانی کا منہ چڑاتے رہیں۔

ضرورت ہے کہ ارباب درس و فتویٰ اور اہل خانقاہ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ اصلاح اخلاق اور تزکیہ نفوس مقصود بالذات نہیں بلکہ مقصود بالنتیجہ ہے۔ اصل مقصد حیات اقامت دین ہے۔ آج اسلام اپنے علماء و مشائخ سے اسی کا مطالبہ کر رہا ہے۔

**اسلامی حکومت کے اغراض و مقاصد** چونکہ ہمارے عوام و خواص صدیوں سے اسلام کے سیاسی و اقتصادی نظام سے غافل و بے خبر رہے ہیں۔ اور کاغذی نظاموں کے ماتحت صدیاں گواٹی ہیں اسلئے انکو چاہئے کہ وہ اسلامی حکومت کی صحیح تعریف سے واقف و آگاہ اور اس کے اغراض و مقاصد سے آشنا ہو جائیں۔ اسلامی نظام کی حقیقت اور خلافت کے واقعی مفہوم سے باخبر ہو جائیں اور پھر علی وجہ البصیرت اسلامی نظام کے قیام کا زور دار مطالبہ کریں۔ اسلامی حکومت کی غرض و غایت کو باری تعالیٰ عز و جہ نے خود ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

أَذِنَ لِلَّذِينَ يُقَتِّلُونَ بِأَنفُسِهِمْ ظُلُمًا وَأَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدْ بَدَّ لَهُ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ لِيُعْزِزَهُنَّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبَّنَا اللَّهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهْذِمَتْ صَوَامِعُ وَبُيُوعٌ وَصَلَوَاتٌ وَصَلْبٌ يُدْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا وَلَئِنْ صُرْتُ اللَّهُ مِنْ نَصْرِهِ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ الَّذِينَ أَنْ مَنَّ اللَّهُ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَآمَنُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ (سورہ الحج) مسلمان جن سے (بلا سبب) جنگ کی جاتی ہے۔ اب انکو بھی اجازت دی گئی کہ وہ مظلوم ہیں اور خدا انکی مدد پر قادر ہے۔ وہ جو اپنے گھروں سے ناحق نکال دئے گئے۔ سوا اس کے ان کا اور کوئی قصور نہ تھا کہ وہ یہ کہتے تھے کہ ہمارا پروردگار ہی ہمارا خدا ہے۔ اگر دنیا میں ایک قوم کو دوسری قوم سے نہ بچایا جائے تو بہت سی خانقاہیں، کلیسے، عبادت گاہیں اور مسجدیں جن میں اکثر خدا کا نام بیا جاتا ہے۔ برباد کر دی جائیں۔ جو خدا کی مدد کرتا ہے۔ خدا اس کی مدد کرتا ہے۔ خدا طاقتور اور غالب ہے۔ (مسلمان وہ ہیں) جن کو اگر خدا زمین میں قوت عطا کرے تو عبادت الہی کریں۔ مستحقین کی مالی اعانت کریں۔ لوگوں کو نیکیوں کی تائید کریں۔ برائیوں سے روکیں۔ انجام کار خدا ہی کے ہاتھ میں ہے۔

ان باتوں میں بالاجمال یہ بتلایا گیا ہے کہ اسلام میں جہاد کی ابتداء کیوں اور کیونکر ہوئی اسلامی حکومت کے اغراض و مقاصد کیا ہیں؟ اسلام سیاست و تمدن میں کیا اصلاح و انقلاب چاہتا ہے۔ اختلافات فی الارض کے کیا ذرائع ہیں؟ اور اسلامی حکومت دیگر انسانی حکومتوں اور نظاموں سے کن امور میں ممتاز و نمایاں ہے۔ ان تمام مباحث پر ہم آئندہ اقساط میں بالتفصیل روشنی ڈالیں گے۔ وبالله التوفیق ۛ

# کوائف دار العلوم عزیزہ

جامع مسجد - بھیرہ

(پاکستان)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰهُمَّ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہُ **محترما!** آپ کو ایک دردمند حساس مسلمان اور مذہب و ملت کا سچا شیعہ ائی سمجھ کر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اور توقع رکھتا ہوں کہ آپ میری ان گزارشات کو نہایت غور و تامل کیساتھ مطالعہ فرمادیں گے۔ اور مجھے شکریہ کا موقعہ دیں گے۔

جناب عالی! ہندوستان میں اسلامی حکومت کے زوال اور مسلمانوں کے اجتماعی شیرازہ کے منتشر ہو جانے کے بعد مسلمان ہند کے تمام امور اور ان کی زندگی کے تمام شعبہ جات میں ایک نمایاں نقص و انحلال رونما ہونے لگا۔ سیاسی اقتدار کے فنا ہو جانے اور زمام قیادت کے ہاتھ سے نکلنے کے ساتھ رفتہ رفتہ مذہب کی گرفت بھی ڈھیلی ہوتی گئی اور روحانیت کی قدر و منزلت گھٹنے لگی۔ اسلامی تمدن و معاشرت اور اسلامی تہذیب و ثقافت میں بھی روز بروز تغیر پیدا ہونے لگا۔ خود مسلمانوں کے اندر ”مسلمان اسلام کے نام سے نئے نئے فرقے نئے نئے عقائد پیش کر کے نظم ملت کو پرانہ و منتشر کرنے لگے۔ آریوں، عیسائیوں نے بھی حصار اسلام پر حملہ کرنے کی جرأت کی اور تادیبیت، شیعت، چکراویت وغیرہ کے فتنے بھی ابھرنے لگے اور ہزاروں مسلمانوں کو مراط مستقیم سے ہٹانے کے لئے یہ شیطانی قوتیں ہر اسلحہ سے لیس ہو کر میدان میں آئیں۔ اس نازک و پر آشوب دور میں علمائے ملت نے ملک کے ہر حصہ میں اپنے ذرائع کا احساں کیا اور مسلمانوں کو آنے والے فتنوں سے ہمیشہ آگاہ کرتے رہے۔ اور بعض دفعہ نہایت ہی ماموافی حالات میں بھی انہوں نے سہل انگاری اور غفلت سے کام نہیں لیا اور مقدور جہر بے دینی کے ان سیلابوں سے قلعہ اسلام کی دیواروں کو محفوظ رکھنے کے لئے میدان میں سینہ سپر ہو کر نکلے۔ چنانچہ انہیں مجاہدین اسلام کی ان بے لوث خدمات اور جانفشانیوں کی برکت ہے کہ مغربی اقتدار کے بے پناہ حملوں اور ہر ممکن کوشش کے باوجود ہندوستان میں اسلامی تعلیمات ہر معاند کی تحریف و تبدیل سے محفوظ ہیں۔ اور ہر حقہ ملک میں صحیح جاننیشان انبیاء و کرام اور خادمانِ ملت علمائے اربعہ دین، قرآن و حدیث کا پڑھنا پڑھانا اور حفظ و تصنیف کا سلسلہ باقی ہے۔ اور تاریکی کی عام فضا میں بھی جگہ بگجہ اسلامی مدارس و مکاتب کے ضیاء بارشعلیں روشن ہیں۔ چنانچہ شمال مغربی پنجاب کے خطہ کو دشمنانِ دین کے حملوں اور مرزائیوں شیعوں اور چکراویوں وغیرہ کے کوششوں اور تباہ و برباد کرنے سے محفوظ اور قرآن و حدیث کے روح افزا انعموں سے اس فضا کو ہمیشہ کے لئے معمور رکھنے کے لئے ۱۹۲۹ء میں تجاہد ملت حضرت مولانا ظہور احمد صاحب بگوی نور اللہ مرتدہ نے مجلس مرکزیہ حزب انصاف

قائم کر کے جامع مسجد بھیرویں مدرسہ عزیزہ کی بنیاد رکھی۔ یتیم دلاور شاہ بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے دارالیتامی کے نام سے ایک ایسا یتیم خانہ جاری کیا جہیں معصوم بچے دینی تربیت اور قرآن کی تعلیم حاصل کریں۔ ملک کے مختلف حصوں میں احکام خلافت دہی پہنچانے اور ہندو موغلط کے آپ زلال سے مسلمانوں کو سیراب کرنے کے لئے شعبہ تبلیغ قائم کیا اور مفید مذہبی مضامین و مقالات کے ذریعہ تعلیم یافتہ طبقہ کی ذہنی تربیت اور فرق باطلہ کی مکائد و شرور سے متنبہ رکھنے کے خیال سے ماہوار جریدہ "شمس الاسلام" جاری کیا۔ اور وسیع جامع مسجد کی تعمیر و مرمت کا کام بھی اپنے ذمہ لے لیا۔ گزشتہ سال مارچ ۱۹۲۵ء کو ملت کا یہ سچا خادم اپنا فریضہ ادا کرتا ہوا ہم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جدا ہوا اور ان کی مفارقت کے بعد مجلس حزب الانصار کے تمام اداروں کی نگرانی و انتہام کا بوجھ مجھ جیسے ضعیف و ناتوان کے کندھوں پر آ پڑا۔ اور میں نے تہیہ کیا کہ ہر ممکن کوشش سے میں علوم نبوت کے اس فیض رساں باغ کو آباد رکھنے بلکہ ہمیں مزید ترقی کرنے کے لئے اپنی عمر عزیز کو وقف کر دوں گا۔ چنانچہ تقریباً ڈیڑھ برس کا عرصہ گزرا ہے اور آج تک میں نے مولانا مرحوم کے بیج پر مدرسہ اور اور دوسرے شعبہ جات کی کارروائی جاری رکھی ہے۔ اور بحمد اللہ نہایت خوش اسلوبی سے کام چلتا رہا۔

آج ہکوان پاک دل والوں کی عزورت ہے۔ جو خدا کی دی ہوئی دولت میں سے خدا کی راہ میں بہتر سے بہتر مال چھانٹ کر دیں۔

سال آئندہ کے لئے مجوزہ نقشہ کار کے مطابق مجلس حزب الانصار کے تمام اداروں کی ضروریات کا ایک مختصر سا خاکہ پیش کرتا ہوں۔ آپ ان مختلف حالت میں سے جس میں رقم دے کر انفقوا فی سبیل اللہ کے حکم کی تعمیل کرنا چاہتے ہیں۔ اس میں رقم دے کر ہماری امداد کریں اور مجوزہ نقشہ کے مطابق ہم کو کام چلانے کا موقع دیں۔

(۱) **مصارف طلبہ**۔ دارالعلوم عزیزہ کے طلبہ اور دارالیتامی کے یتیموں کے کھانے پینے، روشنی، صفائی، کتابوں وغیرہ کا خرچ ہمارے ذمہ ہوتا ہے اور ہمارے تمام اخراجات میں سے بیشتر حصہ طلبہ کے ان مصارف کا ہے اگر اس میں ہماری آمدنی محدود ہوگی۔ تو مجبوراً اسی اندازہ سے ہم کو خرچ کرنے میں بھی محتاط قدم اٹھانا پڑتا ہے۔ جس کی وجہ سے طلبہ کی مقدار بھی محدود کرنی پڑتی ہے اور بادل ناخواستہ بہت سے طلبہ کو ان کی کفالت کا وعدہ نہ کر سکنے کی وجہ سے جواب دینا پڑتا ہے۔ اور بہت سے مشتاقانِ علم ہماری معذوری کی وجہ سے اس چشمہ فیض سے استفادہ کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں جس کا ان کو اور ہم کو بھی نہایت افسوس ہوتا ہے۔ اور ہر مسلمان کو ہونا چاہئے کہ اس کا صحیح علاج یہ ہے کہ درمند مسلمان اس اس فنڈ کو اس قدر مضبوط بنائیں کہ ہم فراخ دل اور پوری جرأت کے ساتھ گروہ در گروہ آنے والے طلبہ کے قیام و طعام وغیرہ کی پوری ذمہ داری لے سکنے کے قابل ہو جائیں۔ اور کوئی طالب علم واپس لوٹنے پر مجبور نہ ہو۔ عشر و زکوٰۃ، صدقہ فطر قربانی کے چھڑوں کی قیمت اور صدقات واجبہ و نافلہ کے لئے یہ ایک بہترین مصرت ہے۔

**کتاب خانہ** : طلبہ و اساتذہ کے پڑھنے اور پڑھانے اور مطالعہ کے لئے ارکان دارالتالیف کے واسطے تالیف و تصنیف کے لئے اور رسالہ شمس الاسلام کے مضامین و مقالات اور فتویٰ نویسی وغیرہ کے لئے ایک ایسے کتب خانہ کی اشہ ضرورت تھی جس میں ہر علم و فن اور ہر زبان کی کتابیں موجود ہوں۔ چنانچہ اسی بنا پر حضرت مولانا گوپی رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ کے ساتھ ایک ایسا کتب خانہ قائم کیا۔ اور کافی کتابیں جمع کیں۔ آپ ہر سال کتب خانہ کے لئے ضروری کتب فراہم کرتے رہے۔

## شکریہ اجاب

گزشتہ اشاعت میں نیر حضرت کچھ مدت میں درخواست کی تھی کہ دارالعلوم عزیز میں بے فضلہ تعالیٰ دورہ حدیث شریف شروع ہو چکا ہے اور رجال الرسول کی خوش کن آواز سے جامع مسجد گونج رہی ہے۔ طلبہ کی بڑھتی ہوئی تعداد کی وجہ سے کتب خانہ حزب الانصار میں صحاح ستہ کے نسخوں کی کمی ہے۔ ادب اب خیر سے انتجا کی جاتی ہے کہ دارالعلوم عزیز کیلئے صحاح ستہ کے کم از کم بیس نسخے خرید کر بطور صدقہ جاریہ مدرسہ کے طلبہ کیلئے وقف فرما کر ذخیرہ آخرت بنائیں۔ ہماری اس گزارش پر مند بجز ذیل حضرات نے کتب خانہ جمعیہ دہلی سے مندرجہ کتب منگوا کر کتب حزب الانصار کیلئے وقف فرمائیں۔ اللہ کی یہ ان حضرات کو جزائے خیر دے۔ اور دینی خدمت کی توفیق بیش از بیش عنایت فرمائے۔

جناب صوفی فضل کریم صاحب نیاریہ

بخاری شریف - ترمذی شریف

اعدد ۲ اعدد ۱

جناب مستری محمد صادق صاحب - نصائی شریف ۲ اعدد

جناب محترم ملک شیر محمد صاحب - ترمذی شریف ۱ اعدد

مولوی سعید احمد صاحب بکری مسلم شریف ۱ اعدد

جناب قاضی محمد رمضان صاحب مسلم شریف ۱ اعدد

جناب حافظ غلام الہی صاحب ابن ماجہ

جناب میاں امام بخش صاحب میان غلام نعمی الدین صاحب دیگر حضرات ابن ماجہ

جناب احمد اللہ احسن الحجازی - (ماظم حزب الانصار)

بہت سے مراحل باقی

منتزل ختم ہوئی۔ ضرورت

اس یادگار کہ جلد از جلد

بعض نہایت ہی اہم

کتبوں کی ایک فہرست

ہے کہ اگر ادب اب خیر اور

توجہ فرمائیں تو آئندہ

کر کے داخل کتب خانہ کی

عرض ہے کہ اس صدقہ

لیں اور اپنے اعزاز و

ترغیب دیکر اس کا بخیر

کریں۔ اعز و اقارب کے

کو ایصال ثواب کا یہ ایک

ہے۔ جب تک دینی کتب

کا اس وقت تک

جاری نہ ہو سکا۔ خرید کتب

جائے۔ اس کے ساتھ

لکھنا ضروری ہے۔

شمس الاسلام رسالہ

رسالہ شمس الاسلام

رسالہ شمس الاسلام

رسالہ شمس الاسلام

رسالہ شمس الاسلام

رسالہ شمس الاسلام

تھے۔ کہ آپ کی عمر کی

ہے کہ مولانا مرحوم کی

پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے

ہر وقت کی مخلص الیہما

مرتب کی گئی ہے اور ارادہ

اہل کرم حضرات اس طرف

سالہ تمام کتب خرید

جائیں۔ اس لئے آپ سے

جاریہ میں آپ خود بھی حصہ

اجاب میں سے بھی کسی کو

میں حصہ لینے کے لئے آمادہ

انتقال کے بعد ان کی روح

بہترین اور پسندیدہ طریقہ

سے کوئی استفادہ کرتا ہے

ثواب کا سلسلہ بھی

کے ارادہ سے جو نہ بھی

”بمذکتب خانہ“

شمس الاسلام کے ذریعہ

چھاپا ہو رہا ہے۔ اور باطل

فرقوں کی تدلل تردید کر کے مسلمانوں کو ان فتنوں سے بچانے کی جوہم جاری ہے۔ اس کی افادیت سے کسی کو انکار نہیں۔ یہ رسالہ صرف تبلیغی مقصد کے لئے جاری ہے۔ کوئی تجارتی فائدہ یا مالی منفعہ مقصود نہیں۔ کاغذ کی موجودہ نایابی اور ہوش رہا مہنگائی کے باوجود ایسے کٹھن دور میں بھی نہایت باقاعدگی کے ساتھ خریداروں کی خدمت میں نہایت قلیل معاوضہ میں پہنچ رہا ہے۔ اور ہر ماہ خسارہ ہو جانے کے باوجود ہم اس کی اشاعت کو اس لئے ملتوی نہیں کرنا چاہتے۔ کہ ہم کو یہ گوارہ نہیں۔ کہ حق کی یہ آواز چند روز کے لئے کیوں نہ ہو دب جائے اور دشمنوں کو سرنگانے کا موقعہ ملے۔ ہم تو کافی عرصہ سے یہ خسارہ برداشت کر رہے ہیں۔ لیکن آخر مسلمانوں کو تو بھی احساس ہونا چاہئے ہم کو آخر کب تک صبر و استقامت کے امتحان لگا۔ میں کھڑا رہنے دیا جائیگا۔ رسالہ کے لئے ہم آپ سے صرف استغداد امداد و اعانت کی اپیل کرنا اپنا ایک حق سمجھتے ہیں۔ کہ اگر آپ خود خریدار نہیں تو خود بھی اور دوسروں کو خریدار بنا کر اس کی توسیع اشاعت میں کوشش کریں۔ اس طرح ایک تو حق کی آواز دور دور تک اور زیادہ لوگوں تک پہنچے گی اور تبلیغ کا اصل مقصد حاصل ہوگا۔ اور رسالہ کے خذ کو کچھ مالی قوت بھی حاصل ہو جائے گی۔ صاحب استطاعت مسلمانوں کے لئے تو لازم ہے کہ چند خریداروں کا چندہ اپنی طرف سے بھیج کر دوسرے غریب اور شوقین مسلمانوں کے نام رسالہ جاری کرائیں۔ میں منتظر رہونگا۔ کہ کتنے مسلمان میری اس صدائے حق پر لبیک کہنے کو تیار ہوتے ہیں۔ اور حق کے پیغام پہنچانے میں ہماری امداد و اعانت کے لئے آگے بڑھتے ہیں۔

## شعبۂ تبلیغ اور دارالتالیف

تقریر و تحریر کے ذریعہ احکام حق کو مسلمانوں تک پہنچانے کے لئے شعبۂ تبلیغ قائم کیا گیا ہے۔ جن کے مبلغین جلسوں میں شریک ہو کر مسلمانوں کو صحیح اسلامی تعلیمات گوش گزار کرتے ہیں۔ اگر ہماری مالی حالت ہماری تنہاؤں کی مساعدت کرتی تو ہمارا ارادہ تھا۔ کہ اس حلقہ کو اور بھی وسیع کیا جائے۔ اور دوسرے مبلغ رکھے جائیں جو فصیح و بلیغ تقریر کے ساتھ ساتھ تمام باطل فرقوں کے ساتھ کامیاب مناظرہ کرنے پر بھی قادر ہوں۔ ہم چاہتے ہیں کہ کم از کم شمالی پنجاب میں تو قابل و ماہر مبلغین و مناظرین ایسے طوفانی دورے کریں جس سے باطل گردہوں کا ناطقہ بند ہو جائے۔ اور ان کو کہیں بھی بولنے کی سکت نہ رہے اور حق کی آواز پر جگہ غالب ہو۔ شعبۂ تبلیغ کی امداد کر کے آپ ہماری ان آرزوؤں کو کامیاب کرائیں۔ دارالتالیف سے مختلف موضوعات پر رسائل و کتب شریعہ کئے جارہے ہیں۔ آئندہ سال چند ہم رسائل شائع کرنے کا ارادہ ہے۔ مگر موجودہ ”قحط سالی“ میں ہم اپنے ارادوں میں کامیاب ہو گئے جب طباعت کے لئے ہمارے پاس سرمایہ ہو۔ آپ اگر امداد و اعانت نہیں کر سکتے تو کم از کم ہم سے موجودہ تبلیغی رسائل و کتب خریدیں۔ خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی مفت دیکر ثواب

حاصل کریں:

## جامع مسجد کی مرمت

جنہوں نے دیکھا ہے اُن کو اندازہ ہو گا کہ جامع مسجد کی وسیع عمارت کا بیٹھا لٹا کس قدر مشکل ہے۔ اور قدامت کی وجہ سے ہر وقت اس کی مرمت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسلئے مسجد کی مرمت کے لئے بھی آپ ضرور توجہ فرمائیں اور اس فنڈ میں بھی ضرور کچھ حصہ داخل کر کے مستحق اجر و ثواب بن جائیں۔

امید ہے کہ آپ مندرجہ بالا معروضات غور سے ملاحظہ فرمائیں گے اور مجلس حزب الانصار کے ان مختلف اداروں کو اپنی توجہات سے محروم نہ رکھیں گے۔ وان تصدقوا خیر لکم ان کنتم تعلمون ہ راہ صدقہ کرنا تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔ اگر تم اس کا فائدہ جانو اور وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ (اللہ کی راہ میں خرچ کر دو اور اپنے ہاتھ سے اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ کہ راہِ خدا میں خرچ نہ کرنے کے معنی ہلاکت و بربادی کے ہیں) اور ومن یوق شح نفسه فاولئک ہم المفلحون (اور جو لوگ تنگدلی سے بچ گئے وہی فلاح پانے والے ہیں) ایسی آیات پر ہیں اپنی اس درد مندانہ اپیل کو ختم کرتا ہوں)

والاخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ والسلام خیر ختام

الداعی الی الخیر  
عاجز افتخار احمد مجبوی

امیر حزب الانصار و مہتمم دارالعلوم عزیزہ  
جامع مسجد بھیرہ (پنجاب)

## رسالہ شمس الاسلام کے سائز میں مجبورانہ تبدیلی

رسالہ شمس الاسلام کافی عرصہ سے  $20 \times 30$  پر طبع ہوتا رہا اب چونکہ کاغذ کے دستیاب ہونے میں کافی دشواریاں سد راہ ہیں۔ رسالہ ہندوستان کے لئے  $20 \times 30$  سائز کی بجائے  $20 \times 26$  سائز پر طبع ہو گا۔ کیونکہ اس سائز کا کاغذ دستیاب ہو سکا ہے۔

(فیجر رسالہ شمس الاسلام بھیرہ)

# طلبائے دارالعلوم عزیزیہ کا سالانہ امتحان

طلبائے دارالعلوم عزیزیہ کے سالانہ امتحان کی تاریخوں کا اعلان ہو چکا تھا جس کی وجہ سے طلبہ دن رات مطالعہ و تکرار میں مصروف رہتے تھے۔ اور ہر ایک کی خواہش یہی تھی کہ میں اپنی جماعت میں اول رہوں اور انعامات کا مستحق بنوں۔ چنانچہ ہر رجمن شکمہ کو حضرت مولانا ابوالسید محمد حنیف صاحب مجاہد نشین تشریف لائے اور ہر رجمن کی شام کو امتحان لیکر واپس تشریف لے گئے۔ آپ نے دارالعلوم عزیزیہ کا معائنہ کیا۔ آپ کی رائے عالیہ و دوسرے مقام پر بلا حلفہ فرمائی۔

مندرجہ ذیل کتب کا آپ نے امتحان لیا۔

بخاری شریف۔ ترمذی شریف۔ موطا امام مالک۔ مشکوٰۃ شریف۔ سیفادی شریف۔ جلال شریف۔ ہدایہ ادرین۔ ہدایہ آخرین۔ شرح دتایہ۔ کنز الدقائق۔ قدوری۔ متن متین۔ شرح جامی۔ مسلم ثبوت۔ حسامی۔ نور الانوار۔ تفسیر مقامات۔ رشیدیہ قطبی۔ شرح تہذیب۔ مرقاۃ۔ بدائع منظوم۔ تحفہ نصائح۔ گلستان۔ بوستان۔ ہدایۃ الخوارج۔ حنف بھائی۔ کریما۔ نام حق۔ سراجی۔ ایسا غوجی دستور المبتدی۔ تلخیص۔ حصول اکبری۔

اور درج ذیل طلباء امتحان میں کامیاب ہوئے۔

محمد شجاع الدین۔ غلام محمد نور محمد۔ نذیر حسین شاہ۔ حافظ غلام محمد۔ کرم الہی۔ محمد الدین۔ محمد عظیم۔ عبدالعزیز۔ محمد انور شاہ۔ محمد بشیر۔ سلطان محمود۔ محمد مظہر۔ عبدالحق۔ محمد امیر۔ محمد صدیق۔ محمد صدیق۔ محمد الدین۔ غلام رسول۔ غلام محمد۔ عبدالرحمن۔ محمد رمضان۔ محمد رفیق کلال۔ محمد رفیق ثانی۔ محمد شفیع۔ غلام حیدرانی۔ شیر محمد۔ غلام یسین۔ نذیر محمد۔ لال خاں۔ نیاز علی۔ غلام یسین۔ فضل کریم۔ غلام نبی۔ احمد۔ حفیظ الرحمن۔ محمد اکبر۔ محمد فیروز۔ محمد خاں خورد۔ محمد رمضان خورد۔ محمد شریف غلام رسول خورد۔ فتح محمد فضل احمد۔ عبدالمجید۔ نظام الدین۔ محمد خاں۔ سردار۔ محمد نذیر۔ غلام مرتضیٰ۔ محبوب الہی۔ محمد رمضان۔ نور محمد۔ محمد رمضان ثانی۔ محمد اقبال۔ محمد ابراہیم۔ فاروق شاہ۔ نور حسین۔ فضل ہادی۔ احمد حسین۔ محمد شفیع۔ غلام یسین۔ عبدالرزاق۔ نیر شاہ وغیرہ وغیرہ۔

دارالعلوم عزیزیہ میں ارشعجان اعظم سے رخصتیں کر دی گئی ہیں۔ انشاء اللہ العزیز ۶۷ سال کو آئندہ سال کا داخلہ شروع ہوگا۔

انظام شعبہ و نشر و اشاعت حزب الانصار جامع مسجد بھیرہ



## حضرت ممتحن کی رائے عالیہ

حضرت علامہ ابو النصر محمد حنیف صاحب سجادہ نشین کوٹ مومن نے تین شعبان المعظم کو دارالعلوم عزیزہ کا معائنہ اور طبائے دارالعلوم کا سالانہ امتحان لیا۔ آپ کی رائے گرامی درج ذیل ہے۔ جس کا ترجمہ ساتھ ہی شائع کیا جا رہا ہے۔

(ناظم)

بعد الحمد للہ والصلوات علی اہلہا۔

فقد شرفنا الحاج المولانا افتخار احمد سلمہ الرب الصمد المہتمم لمدیرستہ العزیزۃ علیٰ موسسہما الوفاء فی البرکات المتتالیۃ المتعاقبۃ۔ وضوف فی الانعامات الالہیۃ المتوالیہ بنزولہ الشریف ووردہ المنیف بیلدۃ کوٹ مومن حفظہما اللہ عن شورو الزمن وفطرو الافاق والحن فی یوم الجمعۃ المبارکۃ فی ثالث شعبان المعظم فی ہذا السنۃ ۱۳۶۷ھ وَاَمَرَنِي اَنْ اَحْضِرَ لَدِيْهِ فِی الْمَدْرَسَةِ الْمَعْلُوْمَتِہِ فَلَمْ یَکُنْ لِيْ بَدَلٌ فِی امْتِحَانِ امْرَہِ۔ واتباع حکمہ۔ فحضرت عندہ علی الوقت الموعود بتوفیق الودود۔ فَاَخَذْتُ امْتِحَانَ جَمِیعِ الطَّلَبَةِ مِنْ اهل البدایۃ والنہایۃ من غیر المرعایۃ۔ فجاؤا بحمد اللہ کما یروق النواظر۔ وینسط الخواطر۔ وجدت اکثرہم الغالطین فی الفہم والذکابین الاقدان والاشباہ۔ فاسأل اللہ النافع سؤال الخاشع ان یجعل ہذہ المدرستہ وسیلۃ للنجاۃ الابدیۃ وذریۃ السعادات السرمدیۃ للمحلیین والمتعلمین والمبلغین والناصرین۔

ضادروایہا الطلاب والا حباب الی ہذہ المدرستہ العزیزۃ الواقعۃ فی بلدہ بہیرۃ الباہرۃ لتفوزوا بالعلوم العالیۃ والالیۃ۔ ہی الجامعۃ للحماد البہیۃ والاحسان السنیۃ۔ والصلوۃ علی خیر الانام وصحبہ العظام وعلیٰ فی تبعہم باحسان الی یوم القیام۔ ووالعبد الضعیف محمد حنیف عفا عنہ ربہ اللطیف یوم الجمعۃ المبارکۃ بتاریخ التاسع من شہر المعظم شعبان المکرم سنۃ الساج بعد الستین ۱۳۶۷ھ لمامۃ الرابۃ عشر من ہجرت سید المرسلین۔

## حضرت ممتحن کی رائے عالیہ کا اردو ترجمہ

بعد الحمد والصلوات

بتاریخ ۲۷ شعبان المعظم بروز جمعۃ المبارکۃ کو الحاج مولانا افتخار احمد سلمہ اللہ الصمد المہتمم مدرستہ عزیزہ نے

کوٹ مومن تشریف لاکر ہمیں مشرف کیا اور مجھے دارالعلوم عزیزہ کے معائنہ اور طلباء کے امتحان سالانہ کے لئے فرمایا۔ کہ میں تاریخ مقرہ پہنچا کر امتحان لوں۔ مجھے آپ کے فیصلہ ارشاد میں انکار نہ بن آیا۔ اور میں مقرہ تاریخ پر دارالعلوم عزیزہ میں پہنچ گیا۔ اور تمام طلباء دارالعلوم عزیزہ کا امتحان بغیر روامات کے لیا۔ پس بحمد اللہ میں علی الوجہ البصیروت کہہ سکتا ہوں۔ کہ میں نے بتدی سے نفعی تک کے طلبہ کا امتحان لیا۔ طلبہ کی قابلیت اور طرز بیان کو دیکھ کر دل بارغ باغ ہو گیا۔ اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مدرسہ کے اکثر طلباء تمام مدارس عربیہ سے تعلیم پر ممتاز ہیں۔

میں بارگاہ ربوبیت میں وصت بدعا ہوں۔ کہ اللہ کریم اس مدرسہ کو نجات ابدی کے لئے وسیلہ بنائے اور معلمین و متعلمین و مبلغین و نامرین کے لئے سعادت سرمدیہ ہو۔

پس میں طلبان علوم دینیہ کو اور احباب کو مشورہ دیتا ہوں کہ اگر تم علوم معقول منقول سے بہرہ ور ہونا چاہتے ہو تو دارالعلوم عزیزہ کو اختیار کرو۔ کیونکہ یہ مدرسہ بہترین خمیوں کا حامل ہے۔

والصلوة علی خیر الانام وصحبہ العظام وعلی من قبلہم باحسان الی یوم القیام

العبد الضعیف محمد حنیف عفا عنہ ربہ بروز جمعۃ المبارک ۹ شعبان المعظم ۱۳۶۷ھ

(۱) دھند جالا لنگرے، ضعیف بصر کے علاوہ جملہ امراض چشم کے لئے حد درجہ مفید ہے۔ قیمت فی شیشی ۴ روپیہ علاوہ محصول ڈاک۔

(۲) حب مقوی دماغ۔ جو دماغی کام کرنے والوں

کے لئے لائق تحفہ ہے۔ اعصابی کمزوری اور دماغی ضعف کو چند روز میں دور کر دیتی ہے۔ قیمت فی درجن ۴ روپیہ

(۳) روغن حیات۔ جسم میں کہیں بھی درد ہو۔ ایک بار کی مالش فوراً اثر کرتی ہے۔ کمزور پٹھوں میں بھلی سی

طاقت پیدا کرتا ہے۔ ایک بار آزمائش کریں۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک۔

نوٹ:- جملہ امراض کا علاج نہایت غور و فکر سے کیا جاتا ہے۔ جواب کے لئے جوابی کارڈ آنا چاہئے۔

ملنے کا پتہ:- امرتسری دواخانہ بلاک نمبر ۱۹ سرگودھا

حکیم مولانا برکات احمد صاحب بگوی تحریر فرماتے ہیں:- میں نے امرتسری دواخانہ بلاک نمبر ۱۹ سرگودھا کا تیار کردہ سرمہ قرۃ العین استعمال کیا واقعی رات کا استعمال صبح کو اثر دکھاتا ہے میں اس کے استعمال کی اپیل کرتا ہوں:-

حکیم برکات احمد بگوی عفی عنہ، جاسٹ سیکرٹری سٹوڈنٹس یونین

طبیعیہ کلج لاہور 28 جولائی 1948ء

# باب التفہیم والانتقاد

سلسلہ ماہنامہ سبیل

زیر ادارت آباد شاہ پوری۔ سالانہ چندہ پانچ روپیہ۔ فی پرچہ آٹھ آنہ۔

پتہ: ماہنامہ سبیل، ٹہالی، ضلع شاہ پور، مغربی پاکستان۔

عرصہ سے اعلان ہو رہا تھا کہ آباد شاہ پوری جو کہ پختہ قلمکار اور ذہن و دماغ کے اعتبار سے ایک مسلمان ادیب ہے۔ سبیل کے نام سے ایک ماہوار مجلہ ٹہالی سے اپنی ادارت میں جاری کرنے والے ہیں۔ چنانچہ اس کا پہلا شمارہ بابت ماہ جمادی الثانیہ ۱۴۰۷ھ مطابق مئی ۱۹۸۶ء شائع ہوا۔ اور یہ پہلا پرچہ ہمارے سامنے ہے۔ اب تک جس قدر ادبی رنگ کے رسائل اس ملک میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ ان میں ادب کا سارا کمال صرف اسی بات پر صرف ہونا رہا کہ عشقیہ افسانے ہوں۔ رد مافی اور جمیع غزلیں ہوں۔ ڈرامہ نویسی اور ناول نگاری ہو اور ذہنوں کو مذہبی پابندیوں اور حیا کے لوازمات سے بغاوت پر آمادہ کرنے والے مقالات و مضامین ہوں۔ جن سے نوجوانوں کا ذہن بہت کچھ بگڑ چکا اور بگڑا چلا جا رہا تھا۔ ادبی رسائل کی خرید و فروشی اور مطالعہ صرف ایک ذہنی عیاشی تھی اور اس سے یا تو خواہش جذبات و احساسات کو ابھارا جاتا یا ان کی تسکین کی کوشش کی جاتی حالانکہ ہر تسکین کی کوشش کا نتیجہ مزید ہیجان طبعیت نکلتا۔ اور پھر کچھ عرصہ سے ”ترقی پسند ادب“ کے نام سے ایک مخصوص گروہ نے ایک خاص نظریہ کے ماتحت اور خاص مقاصد و اغراض کے حصول کے جذبہ سے ایک اور طوفان برپا کر دیا۔ اس گروہ نے ادب کے پردہ میں اشتراکی نظام زندگی کو مقبول و محبوب بنانے کا پروگرام مرتب کیا۔ اور ترقی پسند ادب کے رسائل بڑی کثرت و دیدہ زیبی اور فن کے پورے کمالات کے ساتھ تمام مؤثر اور کامیاب اسلحہ سے مسلح ملک میں عام ہونے لگے۔ اور اشتراکی نظام حیات کو انہوں نے ہر ممکن طریقہ سے دماغوں میں اتارنے اور قلوب پر نقش کرنے کی کوششیں کیں۔ اور اسی کے ساتھ اتحاد و بے دینی اور مادیت کا ایک سیلاب عظیم پھوٹ پڑا۔

نظام حق کے علمبرداروں، مسلمان ادیبوں اور شاعروں کا فرض تھا۔ کہ وہ ان سیلابوں کو بند باندھ کر روکیں۔ اور بے مقصد ادب یا ادب برائے ادب کے نظریہ کو ترک کر کے ادب برائے خدمت انسانیت اور ادب برائے ہدایت انسانیت کے نظریہ کے ماتحت اپنی قلم کاری و انشاء پر دلازی کا کمال دکھائیں۔ اور نظام حق کی ٹھوس بنیادوں پر ادب کی تعمیر جدید کریں۔ ادبی رسائل و اخبارات کا رنگ دھنگ بدلیں۔ مقالات و مضامین کی ترتیب میں تبدیلی پیدا کریں۔ نظم و نثر و فن کا پیرایہ اور انداز بیان ایسا اختیار کریں۔ جس سے قوم کے نوجوانوں کے دماغوں کی صحیح اسلامی تربیت ہو سکے۔ اور گمراہی کے دلدلوں میں سرگردان و پریشان پھرنے کی بجائے وہ خدا پرستی و خدا ترستی کے صراط مستقیم پر گامزن ہو کر زندگی گزاریں۔ حق یہ ہے کہ جماعت

اسلامی نے جماعتی طور پر اس فریضہ کو محسوس کیا۔ اور اس کے ارکان نے ادب کی اس تعمیر جدید کے لئے کمر بستہ باندھ لی ہے۔ انہی کے مضامین و مقالات کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ادب کا رخ اسلامیت کی طرف بدلنا چاہتے ہیں۔ اور ہر چیز کی طرح ادب کو بھی مسلمان بنانے کی فکر میں ہیں۔ اس سلسلہ میں ابتدائی اقدام کے طور پر کچھ رسالے بھی جاری کر دئے گئے ہیں۔ چنانچہ چراغ راہ (رکلاچی) اس مقصد کے حصول کے لئے ایک کامیاب رسالہ ہے۔ اس کے بعد اب سلسبیل کے نام سے آباد شاہ پوری کا یہ زیر نظر رسالہ شائع ہونے لگا ہے۔ ”حرف اولین“ میں ادارہ کی طرف سے بتایا گیا ہے کہ ہم نے تو اپنے طور پر فیصلہ کر لیا ہے کہ آئندہ ہم اپنی ذہنی اور قلبی صلاحیتوں کو صرف اس مقصد ادب کی تعمیر میں استعمال کریں گے۔ جس کا تعلق فطری زندگی اور اس کی غیر فانی سچائیوں سے ہو۔ سلسبیل کا اجراء اسی مقصد کے پیش نظر کیا جا رہا ہے۔ ہم ان تمام حق پسند اور خدا شناس شاعروں ادیبوں اور فن کاروں کو جنہیں ہمارے مقصد سے اتفاق ہے۔ اور جو گمراہ اور دکھی انسانیت کو فطری اور ہدایت یافتہ زندگی کی خوشگوار راہوں سے لطف اندوز دیکھنا چاہتے ہیں۔ دعوت دیتے ہیں کہ وہ آئیں اور اس مقصد کی جدوجہد کے لئے آگے بڑھیں۔ سلسبیل کا دامن ان کی فنی کاوشوں اور فکر کاروں کے لئے ہر وقت کشادہ ہے۔ یہ ایک بہترین فیصلہ ہے خدا کرے کہ ادارہ اس فیصلہ کے مطابق اپنی ساری صلاحیتوں کو اس مقصد کے لئے استعمال کر سکے اور ”سلسبیل“ ایک کامیاب و بامقصد انسانی ادب کا ترجمان اور ادب جدید کا معیار جدید ثابت ہو۔

زیر نظر شمارہ کے مقالات و مضامین کی ایک ہلکی سی جھلک یہ ہے کہ حرف اولین کے بعد بصائر کے عنوان سے مشہور صحیفہ نگار مولانا نصر اللہ خان غزینی زید کوثر نے بصیرت افزا و ارشادات سے افتتاح کیا ہے۔ اس کے بعد مشہور جرمن نو مسلم علامہ محمد اسد کے ایک مقالے کا آزاد ترجمہ ”کیا مذہب قصہ ماضی ہے“ کے عنوان سے ہے۔ پھر ”حدیث فلسطین“ میں مدیر محترم نے فلسطین کے موجودہ قضیہ کی پوری تاریخ اچھے انداز بیان کے ساتھ پیش کی ہے۔ پھر اس کے بعد پھر جناب ابو عبید صاحب نے عہد جاہلیت کا سعید روح شاعر یعنی زید بن عمرو بن نفیل متعارف کرایا ہے۔ اور اس کے کلام سے ان اشعار کو لیکر بحث کی ہے جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس دور ظلمت و جاہلیت میں بھی ایک سعید الفطرت روح نے اپنے ادبی کمال کا مظاہرہ کس طریقہ سے کیا اور خدا شناسی و خود شناسی اور اسلامی نظریہ زندگی کی کس طرح ترجمانی کی۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا ہے کہ ماحول اور سوسائٹی کے نظریات و افکار اور ادبی رجحانات سے بغاوت کرنے والے مفکر و ادیب کو پھر اس جاہلی ماحول میں کس قدر تکلیفیں وقت کے دکھائے کے ساتھ نہ پہننے کی بنا پر دی گئیں۔ اور دین حق کی تلاش میں وہ کہاں کہاں پھرا اور ٹھوکریں

لکھا میں گونفٹری سعادۂ مندی نے اس پر ان سب مصائب کو آسان کر دیا تھا۔ اس مقالہ کے بعد پھر ”گرد و پیش کے عنوان سے ادارہ کی طرف سے ترقی پسند ادب نہر ایک ناقدانہ نظر اور علمی تبصرہ ہے۔ ان مقامات کے بعد ماہر القادری کی ”زائے مردوش“ عبدالکریم شہر کی نظم ”قرب محمد صلی اللہ علیہ وسلم“ عاصی ضیائی کی نظم ”نقشے“ اور محشر رسول نگرہی کی نظم ”کار امروز۔ حکومت الہیہ“ ہے۔ اور آباد شاہ پوری کی نظم ”مشکوۃ حکمت“ ہے اس حصہ نظم کے بعد۔ جیلانی بی اے کا ایک افسانہ ”حادثہ“ اور سید ابو العزیز میسوری مرحوم کا لکھا ہوا افسانہ ”پردوں کے پیچھے“ ہے اور ۵۶ صفحات پر سالہ ختم ہو جاتا ہے۔

سلسبیل کے اجراء سے اس عظیم مقصد سے ہمیں کئی اتفاق ہے۔ اس لئے اپنے احباب اور قارئین کی خدمت میں ہم بھی یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ وہ اس کی اشاعت میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں اور اس کا حلقہ اشاعت و مطالعہ نہایت وسیع کریں تاکہ ادارہ کو اس مقصد کے حصول میں کامیابی ہو۔ اور باہمی تعاون و اشتراک سے موجودہ بے دین ادب کے بڑھتے ہوئے سیلاب و طغیانی کو روکا جاسکے۔ اس وقت یہ ایک اہم فریضہ ہے اور خوش قسمت و سعادت مند ہیں۔ وہ لوگ جو اس خدمت کے لئے کمر بستہ ہو سکیں۔ یہ رسالہ تہ مندرجہ بالا سے مل سکتا ہے۔ ادارہ سے بھی یہ عرض ہے کہ معنوی محاسن کے ساتھ اگر رسالہ کی ظاہری خوبصورتی کا ذرا اور بھی وہ خیال رکھیں تو بہتر ہو گا۔ کتابت طباعت کی صفائی اور کاغذ کی عمدگی کی طرف مزید توجہ ضروری ہے۔ کیونکہ جن رسالوں سے اس میدان میں مقابلہ کرنا ہے ان کا حسن ظاہری ہی قلوب کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔

# شکریہ

مولانا عبدالکریم صاحب ساکن گیانے ہماری اپیل سے متاثر ہو کر مبلغ تیس روپیہ برائے خرید کتب احادیث ارسال فرمائے۔  
اللہ کریم آپ کو جزائے خیر دے۔  
جزاکم اللہ احسن الجزا

(ناظم)

# تاجدارِ مدینہ

(محترم نفیس جنتانی ملتان)

یہ دل میں ہے اے تاجدارِ مدینہ  
کہ ہو جاؤں مٹ کر نثارِ مدینہ

اُسے اپنی آنکھوں کا سرمہ بناؤں

جو حاصل ہو مِشتِ غبارِ مدینہ

وہ کیا جانے جنت کی شادابیوں کو؟

میسر ہو جس کو بہارِ مدینہ

تُنا مرے دل میں ہے ایک باقی

کہ ہو جاؤں اک دن نثارِ مدینہ

مصیبت کے دھارے پہ ہم بہہ رہے ہیں

مدد! المدد! تاجدارِ مدینہ

تری رحمتیں جس پہ نازل ہوئی ہوں

تو پھر کیوں نہ ہو وہ نثارِ مدینہ

تری بخششوں کے سہارے الہی

میسر ہو مجھ کو جوارِ مدینہ

نفیس اک تُنا ہے دل میں مرے اب

چلوں میں سوئے تاجدارِ مدینہ

# عید الفطر

(از مولانا ابوالکلام آزاد)

عید آمد و افروغی و غم را غم دیگر ماتم زوہ را عید بود ماتم دیگر

دنیا کی ہر قوم کے لئے سال بھر میں دو چار دن ایسے ضرورتاً تھے جن کو وہ اپنے کسی قومی جشن کی یاد گار سمجھ کر عزیز رکھتی ہے اور قوم کے ہر فرد کے لئے ان کا درد و عیش و نشاط کا دروازہ کھول دینا ہے۔

مسلمانوں کا جشن اور ماتم، خوشی اور غم، مرنا اور جینا جو کچھ تھا خدا کے لئے تھا۔

قُلْ إِنْ صَلَّيْتَ وَنَسَّيْتَ  
وَمَا تَقَى اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ  
وَبِذَلِكَ أَمَرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ

کہہ دے کہ میری نماز، میری تمام عبادت، میرا مرنا، میرا جینا جو کچھ ہے اللہ کے لئے ہے، جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں، مجھ کو ایسا ہی حکم دیا گیا ہے اور میں

مسلمانوں میں پہلا مسلمان ہوں۔

(۱۶۶: ۴)

اوروں کا جشن و نشاط لہذا مذہبی کے حصول اور انسانی خواہشوں کی کاجھڑیوں میں تھا مگر ان کے ارادے مشیت الہی کے ماتحت، اور خواہشیں رضائے الہی کی محکوم تھیں۔ ان کے لئے سب سے بڑا ماتم یہ تھا کہ دل اس کی یاد سے غافل اور زبان اس کے ذکر سے محروم ہو جائے اور سب سے بڑا جشن یہ تھا کہ سر اس کی طاعت میں جھکے ہوں اور زبان اس کی حمد و تقدیس سے لذت یاب ہو:

إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِرُوا بِهَا خَسِرُوا وَاسْتَجَدَّوْا وَسَبَّحُوا  
مُحَمَّدَ رَبَّهُمْ وَهُمْ لَا  
يَسْتَكْبِرُونَ، تَتَجَافَى  
جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ  
يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا  
وَصُحُوءًا

ہماری آیتوں پر تو وہ لوگ ایمان لائے ہیں کہ جب ان کو وہ یاد دلائی جاتی ہیں تو سجدے میں گر پڑتے ہیں اور اپنے پروردگار کی حمد و ثناء کا تھ سیج و تقدیس کرتے ہیں، اور وہ کسی طرح کا تکبر اور بڑائی نہیں کرتے۔ رات کو جب سوتے ہیں تو ان کے پہلو بستروں سے اٹھنا نہیں ہوتے اور امید و بیم کے عالم میں کر ڈیں گے کہ اپنے پروردگار سے دعا میں مانگتے رہتے ہیں۔

(۱۶: ۳۲)

ان کو پیش گاہ الہی سے طاعت و شکر گزاری کے جشن کے لئے دودن ملے تھے۔ پہلا دن "عید الفطر" کا تھا، یہ اس ماہ مقدس کے اختتام اور انصال الہی کے دورِ جدید کے اولین یوم کا جشن تھا جس میں سب

سے پہلے خدا تعالیٰ نے اپنے کلام سے ان کو مخاطب فرمایا:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ  
رمضان کا مہینہ جس میں قرآن کریم اول اول  
نازل کیا گیا:

اسی مہینے کے آخری عشرے میں سب سے پہلے انہیں وہ نورِ صداقت اور کتابِ مبین دی گئی  
جس نے انسانی معتقدات و اعمال کی تمام ظلمتوں کو دور کیا اور ایک روشن اور سیدھی راہ دنیا کے آنگے  
کھول دی۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ  
مَبِينٌ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ  
سِرْضَوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ  
بے شک خدا کی طرف سے تمہارے پاس قرآن ایک روشنی  
اور کھلی کھلی ہدایت بخشنے والی کتاب بھیجی گئی۔ اللہ اس کے  
ذریعے اپنی رضا چاہنے والوں کو سلامتی کی راہوں  
پر ہدایت کرتا ہے۔ (۵: ۸۱)

انسانی ضمیر کی روشنی جبکہ ظلمت و ضلالت سے چھپ گئی تھی، فطرت کے حُسنِ اصلی پر جب انسان  
نے بد اعمالیوں کے پردے ڈال دئے تھے، قوانینِ الہی کا احترام دنیا سے اٹھ گیا تھا اور طغیانی و سرکشی  
کے سیلاب میں خدا کے رسولوں کی بنائی ہوئی عمارتیں بہہ رہی تھیں۔  
ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كُنتُمْ  
أَعْمَلُونَ النَّاسِ  
خشکی و تری دونوں میں انسانوں کے اعمال بد کی  
وجہ سے فساد پھیل گیا۔

اس وقت یہ پیغامِ صداقت دنیا کے لئے نجات اور ہدایت کی ایک بشارت بن کر آیا، اس نے جہل و ہل  
پرستی کی غلامی سے دنیا کو دائمی نجات دلائی، انضال و نفاطمِ الہیہ کے فتح باب کا مژدہ سنایا۔ نئی عمارت کو خود نہیں بنائی  
مگر پرانی عمارتوں کو ہمیشہ کے لئے مضبوط کر دیا۔ نئی تعلیم کو نہیں لایا لیکن پرانی تعلیموں میں بقائے دوام کی روح  
بھونک دی۔ مختصر یہ ہے کہ فطرت اور نوا میں فطرت کی گم شدہ حکومت پھر قائم ہو گئی۔

فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي وَطَّرَ النَّاسَ  
عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لَهَا خَلَقَ اللَّهُ  
ذَلِكَ الدِّينَ الْقَيِّمَ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ  
النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ه (۳۰: ۲۹)  
یہ خدا کی بنائی ہوئی سرشت ہے جس پر خدا نے انسان کو  
پیدا کیا ہے، خدا کی بنائی ہوئی بنادہ میں رد و بدل نہیں  
ہو سکتا، یہی ”راہِ فطرت“ دین کا سیدھا راستہ ہے۔  
مگر اکثر آدمی میں جو نہیں سمجھتے۔

یہی مہینہ تھا جس میں روحانی نظام پر ایک عظیم اثران انقلاب طاری ہوا۔ اسی مہینے  
میں وہ عجیب و غریب رات آئی تھی جس نے اس انقلابِ عظیم کا ہمیشہ کے لئے ایک اندازہ صحیح کر کے فیصلہ



کر دیا تھا، اور اسی لئے وہ لیلۃ القدر۔ اس کی نسبت فرمایا کہ وہ گزشتہ رسولوں کی ہدایتوں کے ہزار مہینوں سے افضل ہے، کیونکہ ان مہینوں کے اندر دنیا کو جو کچھ دیا گیا تھا وہ سب کچھ مع خدا کی نئی نعمتوں اور عطا کردہ فضیلتوں کے اس رات کے اندر بخش دیا گیا !

اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا اَدْرَاكَ مَا كَيْلُ الْقَدْرِ  
لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ  
قرآن کریم نازل کیا گیا لیلۃ القدر میں، اور تم جانتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا ہے۔ وہ ایک ایسی رات ہے جو دنیا کے ہزار مہینوں پر فضیلت رکھتی ہے۔  
(۹۷: ۱۰)

یہی رات تھی جس میں ارض الہی کی روحانی اور جسمانی خلافت کا ورثہ ایک قوم سے لے کر دوسری قوم کو دیا گیا، اور یہ اس قاذون الہی کے ماتحت ہوا جس کی خبر ”داؤد“ علیہ السلام کو دی گئی تھی۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ  
الْزُكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ عِبَادِیْ  
الصّٰلِحِیْنَ  
اور ہم نے ”زبور“ میں پسند و نصیحت کے بعد لکھ دیا تھا کہ بے شک زمین کی خلافت کے ہمارے صالح بندے وارث ہوں گے۔

اس قاذون کے مطابق دو ہزار برس تک ”بنی اسرائیل“ زمین کی وراثت پر قابض رہے، اور خدا نے ان کی حکومتوں، ان کے ملکوں اور ان کے خاندانوں کو تمام عالم پر فضیلت دی۔

يٰۤاَيُّهَا اِسْرَآئِیْلُ اِذْكُرْ الْاَنۡعَمَیۡ الَّتِیۡ  
اَنۡعَمْتُ عَلَیْکُمْ وَاِنِّیۡ فَضَّلْتُکُمْ  
عَلٰی الْعٰلَمِیۡنَ  
اے بنی اسرائیل! ان نعمتوں کو یاد کرو جو ہم نے تم پر انعام کیں، اور نیز ہم نے تم کو اپنی خلافت دے کر، تمام عالم پر فضیلت بخشی۔

یہی مہینہ اسی لیلۃ القدر تھی جس میں اسی الہی قاذون کے مطابق نیابت الہی کا ورثہ بنی اسرائیل سے لیکر ”بنی اسماعیل“ کو سپرد کیا گیا۔ وہ پیمانِ محبت جو خداوند نے بیابان میں ”اسحق“ سے باندھا تھا وہ پیغامِ بشارت جو ”یعقوب“ کے گھرانے کو کنعان سے ہجرت کرتے ہوئے سنایا گیا تھا وہ الہی ورثہ جو ”کوہ سینا“ کے دامن میں خدائے ابراہیم واسحق نے ”بزرگ موسیٰ“ کی امت سے جوڑا تھا اور سرزمینِ فراعنہ کی غلامی سے ان کو نجات دلائی تھی، خدا کی طرف سے نہیں بلکہ خود ان کی طرف سے توڑ دیا گیا تھا ”داؤد“ کے بنائے ہوئے ”سبیل“ کا دورِ عظمت ختم ہو چکا تھا اور وہ وقت آگیا تھا کہ اب اسماعیل کی چینی ہوئی دیواروں پر خدا کا تختِ جلال و کبریائی بچھایا جائے۔ یہ نصب و غزل، عزت و ذلت، قرب و بعد اور ہجر و وصال کی رات تھی، جس میں ایک محروم اور دوسرا کامیاب ہوا، ایک کو فاقی جبر کی شکنجے

اور دوسرے کو ہمیشہ کے لئے وصال کی کامرانی عطا کی گئی۔ ایک بھرا ہوا دامن خالی ہو گیا، مگر دوسرے کی آستین افلاس بھر دی گئی۔ ایک پر قہر و غضب کا عتاب نازل ہوا:

صَبَرْتَ عَلَيْهِمُ الدِّلَّةُ وَالْمُسْكَنَةُ  
فَبَاؤُا بِغَضَبِ مِنَ اللَّهِ  
میں آگئے۔

لیکن دوسرے کو اس محبت کے خطاب سے سرفراز کیا،  
وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ  
كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ  
تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور عمل بھی اچھے کئے  
خدا کا اُن سے وعدہ ہے کہ ان کو زمین کی خلافت بخشے  
تاکہ جس طرح اُن سے پیشتر کی قوموں کو اس نے غنہ بھی۔

یہ اس لئے ہوا کہ زمین کی وراثت کے لئے ”عبادی الصالحون“ کی شرط لگا دی تھی۔ بنی اسرائیل نے  
خدا کی نعمتوں کی قدر نہ کی۔ اس کی نشانیوں کو جھٹلایا۔ اس کے احکام سے سرتابی کی، اس کی بخشی ہوئی اعلیٰ  
نعمتوں کو اپنے نفس ذلیل کی تبدیلی ہوئی ادنی چیزوں سے بدل دینا چاہا۔

اَلتَّاسُّفُ لَوْنِ الدِّنِّ هُوَ الدِّنِّ جَالِدُ الدِّنِّ  
هُوَ خَيْرٌ؟  
خدا کی دی ہوئی اعلیٰ نعمتوں کے بدلے تم ایسی چیزوں کے  
طالب ہو جو اُن کے مقابلے میں نہایت ادنیٰ ہیں۔ (۵۸: ۲)

خدائے قدوس کی زمین کثافت اور گندگی کے لئے نہیں ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جماعتوں کو چن لیتا  
ہے تاکہ اس کی پہارت کے لئے ذمہ دار ہوں لیکن جب خود ان کا وجود زمین کی طہارت و زلفافت کے لئے گندگی ہو  
جاتا ہے تو غیرت الہی اس بار آوردگی سے اپنی زمین کو ہلکا کر دیتی ہے۔ بنی اسرائیل نے اپنے عصیان و تمرد سے  
ارض الہی کی پہارت کو جب وارغ لگا دیا تو اس کی رحمت غیور نے ”کوہ سینا“ کے دامن کی جگہ ”توقیس“ کی دادی  
کو اپنا گھر بنایا اور شام کے مرغزاروں سے روٹھ کر حجاز کے ریگستان سے اپنا رشتہ قائم کیا تاکہ آزمایا جائے۔  
کہ نبی قوم اپنے اعمال سے کہاں تک اس منصب کی الہیت ثابت کرتی ہے؟۔

تَمَّ جَعَلَكُمْ خُلَافَةً فِي الْأَرْضِ  
مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ  
اور بنی اسرائیل کے بعد پھر ہم نعمت کو زمین کی وراثت  
دی تاکہ دیکھیں کہ تمہارے اعمال کیسے ہوتے  
ہیں؟

پس یہ مہینہ بنی اسرائیل کی عظمت کا اختتام، اور مسلمانوں کے اقبال کا آغاز تھا، اور اس نئے  
دور اقبال کا پہلا مہینہ ”شوال“ سے شروع ہوتا تھا اس لئے اُس کے یوم درود کو ”عید الفطر“ کا

جشن ملی قرار دیا تاکہ انفضالِ الہی کے ظہور اور قرآن کریم کے نزول کی یاد ہمیشہ قائم رکھی جائے اور اس احسان و اعزاز کے شکر بے میں تمام ملتِ مرحومہ اس کے سامنے سر بہ سجود ہو:

وَاذْكُرُوا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ  
فِي الْاَرْضِ تَخَافُونَ اَنْ يَتَخَفَكُمُ  
النَّاسُ فَادْكُرُوا اَيْدِيَكُمْ بِنَصْرِهِ وَنَزْلَهُ  
مِنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ

اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ کمین تم نہایت کم  
تعداد اور کم زور تھے اور ڈرتے تھے کہ کہیں لوگ تمہیں  
زبردستی پکڑ کر کاڑھ لے جائیں، لیکن خدا نے تم کو جگہ دی  
اپنی نصرت سے مدد کی، عمدہ رزق تمہارے لئے بھیجا کر دیا  
اور یہ اس لئے تھا کہ تم شکر ادا کرو۔ (۲۶:۸۵)

مگر یہ عید الفطر کا جشن ملی! یہ درد و ذکر و رحمتِ الہی کی یادگار! یہ سر بلندی و افتخار کی بخشش کا  
یاد آدور! یہ یومِ کامرانی و فیروز و شادمانی! اس وقت تک کے لئے عیش و سرور کا دن تھا جب تک ہمارے  
سرتاجِ خلافت سے سر بلند ہونے کے لئے اور جسمِ خلعتِ نیابت سے مفتخر ہونے کے لئے تھے۔ عزت و  
عظمت جب ہمارے ساتھ تھی اور اقبال و کامرانی ہمارے آگے دوڑتی تھی۔ خدا کی نعمتوں کا ہم پر سایہ تھا  
اور اللہ کی بخشی ہوئی خلافت کے تخت و جلال پر متمکن تھے لیکن اب ہمارے اقبال و کامرانی کا تذکرہ صرف  
صفحاتِ تاریخ کا ایک افسانہ ماضی رہ گیا۔

دنیا کی اور قومیں ہمارے لئے وسیلہ عبرت بنیں، لیکن اب قعود ہمارے اقبال و ادبار کی حکایت  
اوروں کے لئے مثالِ عبرت ہے۔ ہم نے خدا کی دی ہوئی عزت و کامرانی کو ہوائے نفس کی تبتلی ہوئی راہِ ذلت  
سے بدل لیا، اس کے عطا کئے ہوئے منصبِ خلافت کی قدر نہ پہچانی، اور زمین کی وراثت و نیابت کا خلعت  
ہم کو لاس نہ آیا۔ اب ہمارے عید کی خوشیوں کے دن گئے، عیش و عشرت کا دور ختم ہو گیا۔ ہم نے بہت سی  
عیدیں تخت و حکومت و سلطنت پر دکھیں اور ہزاروں شادیاں سرِ خلافت کے آگے بھجوائے، ہم پر  
صدائے عیدیں ایسی گزریں، جب دنیا کی قومیں ہمارے سامنے سر بسجود تھیں اور عظمت و شوکت کے تخت  
اٹے ہوئے ہمارے سامنے تھے، اب عید کے عیش و طرب کی صحتیں ان قوموں کو مبارک ہوں جن کی عبرت و  
تنبیہ کے لئے اب تک ہمارا وجود بارز میں ہے۔ ان کو خوش نصیب سمجھئے جو اپنے دورِ اقبال کے ساتھ  
خود بھی مٹ گئے۔ ہمارا اقبال جا چکا ہے مگر ہم خود اب تک دنیا میں باقی ہیں شاید اس لئے کہ غیردین کے طعنے  
سنیں، اور اپنی ذلت و غواری پر آنسو بہا کر قوموں کے لئے وجودِ عبرت ہوں،

درکارِ ماست نالہ من در ہوائے او پروانہ چراغ مزارِ خودیم ما

اس دن کی یادگار ہمارے لئے جشن و طرب کا پیام تھی، کیونکہ یہی دن ہمارے صحیفہٴ اقبال کا صفحہٴ

اولین تھا، اور اسی تاریخ سے ہمارے ہاتھوں قرآنی حکومت کا دور جدید قلوب و اجسام کی زمین پر شروع ہوا تھا۔ اس دن کا طلوع ہم کو یاد دلاتا تھا کہ بد اعمالیوں نے کیوں کر بنی اسرائیل کو دو ہزار سال عظمت سے محروم کیا۔ اور اعمالِ حسنہ کے شرف و افتخار نے کیونکر ہمیں برکاتِ الہی کا سبب و مورد بنایا؟ اس دن کا آفتاب جب نکلتا تھا تو ہمیں خبر دیتا تھا کہ کس طرح خدا کی زمین تافزانیوں کی ظلمت سے تاریک ہو گئی تھی اور پھر کس طرح ہمارے اعمال کی روشنی افقِ عالم پر نیر درخشاں بن کر نمودار ہوئی تھی! لیکن:

خَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا  
الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّمَاوَاتِ فُتُوفَ  
يَلْقَوْنَ غِيَاً (۱۹: ۷۰)

پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنہوں نے  
خدا کی عبادت کو ضائع کر دیا اور نفاذی خواہشوں کے  
پیچھے پڑ گئے پس بہت جلد ان کی گمراہی اُن کے آگے  
آگئی:

اب یہ روز یا دگار اگر یادگار ہے تو عیش و شادمانی کے لئے نہیں بلکہ حسرت و نامرادی کے لئے اگر یاد آور واقعات ہے تو عطا و بخشش کی فروز مندی کے لئے نہیں بلکہ ناقدری و کفرانِ نعمت کی مایوسی و حسرت سخی کے لئے۔ پہلے اس کامرانی کی یاد تھا کہ ہم دولت و قبولیت سے سرفراز ہوئے مگر اب اس نامرادی کی حسرت کو تازہ کرتا ہے کہ ہم نے اُس کی قدر نہ کی اور ذلت و عقوبت سے دوچار ہیں۔ پہلے اس وقت سعادت کی یاد تازہ کرتا تھا جو ہماری دولت و اقبال کا آغاز تھا، اور اب اس دورِ مسکنت و ذلت کا زخم تازہ کرتا ہے، جو ہماری عزت و کامرانی کا انجام ہے۔ پہلے یکسر جن و نشاط تھا مگر اب یکسر ماتم و حسرت ہے جس تھا تو قرآن کریم کے نزول کی یادگار کا جس نے پہلے ہی دن اعلان کر دیا تھا کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ تَشْقُوا اللَّهَ بِمُحَلِّ  
لَكُمْ فُرْقَانًا ه

مسلمان اگر تم خدا سے دُرتے رہے اور اس کے احکام  
سے سرتابی نہ کی، مآلوہ تمام عالم میں تمہارے لئے ایک

(۸: ۳۹) امتیاز پیدا کر دے گا۔

اور اب ماتم ہے تو اسی قرآن کی اس پیشین گوئی کے ظہور کا کہ:

وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً  
ضَنْكًا

اور جس نے ہمارے ذکر سے روگردانی کی اس کی زندگی  
دنیا میں تنگ ہو جائے گی۔

پہلے اس کی "بشارت" کو یاد کر کے جن مناتے تھے، اور اب وہ وقت ہے کہ اس کی "وعید" کے نتائج کو گرد و پیش دیکھ کر عبرت پکڑیں اب عید کا دن ہمارے لئے عیش و نشاط کا دن نہیں رہا البتہ عبرت و موعظتہ کی ایک یادگار ضرور ہے۔

وَكذٰلِكَ اَنْزَلْنَا لَكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَصَرَفْنَا  
فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ اَلْعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ  
لَهُمْ ذِكْرًا

ایہ ہی ہم نے قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا۔ اور اس  
میں طرح طرح کی وعیدیں درج کیں تاکہ لوگ پرہیزگاری  
اختیار کریں یا اس کے ذریعے سے ان کے دلوں میں

عبرت و فکر پیدا ہو۔

(۱۱۳: ۲۰)

دنیا میں عیش کی گھڑیاں کم میسر آتی ہیں، پھر سال بھر کے اس تنہا جشن کو کیوں نہ عزیز رکھا جائے؟ میں بھی  
نہیں چاہتا کہ آپ عید کی خوشیوں میں سرمست عیش و نشاط ہوں، اور میں افسانہ غم چھیڑ کر آپ کے لذت عیش کو  
منفص کر دوں، مگر یقین کیجئے کہ اپنے دل اندوہ پرست کی بقراریوں سے مجبور ہوں۔ قاعدہ ہے کہ ایک غم گین دل  
کے لئے عیش کی گھڑیوں سے بڑھ کر اور کوئی وقت غم کے حوادث کا یاد آدر نہیں ہوتا۔ ایک غم زدہ ماں جو سال بھر  
کے اندر اپنے کئی فرزندوں کو کھو چکی ہو، اگر عید کے دن اس کو اپنی بقیہ اولاد کے چہرے دیکھ کر خوشی ہوگی تو ایک ایک  
کر کے اس کے گم گشتہ لخت جگر بھی سامنے آجائیں گے۔ ایک بد بخت بچہ اپنا تمام مال و متاع غفلت و بے ہوشی  
میں ضائع کر چکا ہو، عید کے دن جب لوگوں کی زریں تباؤں اور پر جواں گلاہوں کو دیکھے گا تو ممکن نہیں کہ اس  
کو اپنی کھوئی ہوئی دولت کے ساز و سامان یاد نہ آجائیں۔ دیکھتا ہوں تو یہ جشن کی عیدیں عیش و سرمست کا پیام  
نہیں بلکہ یاد آدر و دوحسرت ہیں۔ آہ! کیا دنیا میں غفلت و سرشاری کی حکومت ہمیشہ سے ایسی ہی ہے؟  
کیا دنیا میں ہمیشہ نیند زیادہ اور بیداری کم رہی ہے؟ یہ لوگوں کو کیا ہو گیا کہ ایک دن کی خوشیوں میں بے خود  
ہو کر ہمیشہ کے ماتم و اندوہ کو بھول گئے ہیں؟ بزم جشن کی تیاریاں کس کے لئے، جبکہ دنیا اب ہمارے لئے ایک دائمی  
ماتم کدہ بن گئی ہے، عیش و نشاط کی بزموں کو آگ لگائے، عید کے قیمتی پٹوں کو چاک چاک کر ڈالئے، اعطر کی  
شیشیوں کو اپنے بخت زبوں کی طرح الٹ دیجئے اور اس کی جگہ ٹھیکوں میں خاک و گندہ بھر بھر کر اپنے سرد  
سینے پر ڈالئے۔ زریں گلاہوں اور دشمن تباؤں کے پہننے کے دن اب تھے۔

### ماخانہ رمیدگانِ ظلمیم : پیغام خوش از دیارِ مانیت

لیکن اس ظلم سرائے ہستی کی ساری رونق انسان کی غفلت و سرشاری سے ہے، ممکن ہے کہ جشن  
عید کے ہنگاموں میں غم و اندوہ کی یہ آہیں آپ کے کانوں تک نہ پہنچیں۔ تاہم اس کو تو نہ بھولئے کہ پیرِ دان  
اسلام کا حلقہ صرف آپ ہی کے وطن و مقام پر محدود نہیں، وہ ایک عالم گیر برادری ہے جس میں چین کی  
دیوار سے لے کر افریقہ کے صحرا تک چالیس کروڑ انسان ایک ہی رشتے کی رخی میں منسلک ہیں۔ اگر  
ظالموں میں تبتیلانِ ظلم و شتم کی لاشیں تڑپ رہی ہیں تو یہ عیش پرستی ایک لعنت ہے، جو آپ کو عید کی خوشیوں  
میں سرمست کر رہی ہے۔ اگر ایران میں آپ کے اخوان ملت کو جرم وطن پرستی میں پھانسیاں دی جا رہی

ہیں تو وہ آنکھیں پھوٹ جائیں جو ہندوستان میں اشکبار نہوں۔ اگر مرا کو (مراقب) میں اسلام کا آخری نقش حکومت مٹ رہا ہے تو کیوں نہیں ہندوستان کے عیش کدوں میں آگ لگ جاتی؟ اسلام کی اخوت عمومی تیز قوم و مرزوم سے پاک ہے اور اس کا ایک ہی خدا اپنے ایک ہی آسمان کے نیچے تمام پیروانِ توحید کو ایک جسم واحد کی صورت میں دیکھنا چاہتا ہے۔

### ان ہذا امتکم امة واحدة وانار بکم فالتقون

پس جسم اسلام کا ایک عضو درد سے بیکار ہے تو تمام جسم کو اس کی تکلیف محسوس ہونی چاہئے۔ اگر زمین کے کسی حصے میں مسلمانوں کا خون بہہ رہا ہے تو تعجب ہے اگر آپ کے چہرے پر آنسو بھی نہ بہیں۔ اگر غفلت کی مہریتوں نے پچھلے حوادث بھلا دئے ہیں تو آج بھی جو کچھ ہو رہا ہے آپ کے وقف مام ہو جانے کے لئے کافی ہے۔

قومی زندگی کی مثال بالکل افراد اشخاص کی سی ہے۔ بچپن سے لیکر عہدِ شباب تک کا زمانہ ترقی و نشو و نماؤ عیش و نشاط کا دور ہوتا ہے، ہر چیز بڑھتی ہے اور سہرت میں افزائش ہوتی ہے۔ جو دن آتا ہے طاقت و توانائی کا ایک نیا پیام لاتا ہے۔ طبیعت جوش و امنگ کے نشے میں ہر دقت محو رہتی ہے اور اس سرخوشی و سرور میں جس طرف نظر اٹھتی ہے، فرحت و انبساط کا ایک بہشت زار سامنے آ جاتا ہے۔ اس ظلم زار مہتی میں انسان سے باہر نہ غم کا وجود ہے اور نہ نشاط کا، البتہ ہمارے پاس دو آنکھیں ضرور ایسی ہیں جو اگر غم گین ہوں تو کائنات کا ہر ظہور آلود ہے اور اگر مسرور ہیں تو ہر منظر مرقع انبساط ہے۔ عہدِ شباب و جوانی میں آنکھیں سرست ہوتی ہیں اور دل جوش و امنگ سے متوالا۔ غم کے کانٹے بھی تلے میں چھپتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ فرش گل پر سے گزر رہے ہیں خزان کی اخروگی بھی سامنے آتی ہے تو نظر آتا ہے کہ عروس بہار سامنے آ کر کھڑی ہو گئی ہے۔ دل جب خوش ہو تو ہر شے کیوں نہ خوش نظر آئے؟

لیکن بڑھاپے کی حالت اس سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔ پہلے جو چیزیں بڑھتی تھیں اب روز بروز گھٹنے لگتی ہیں، جن قوموں میں ہر روز افزائش ہوتی تھی اب روز بروز اضمحلال ہوتا ہے۔ طاقت جواب دے دیتی ہے اور عیش و مسرت کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔ جو دن آتا ہے موت و فنا کا ایک نیا پیام لاتا ہے، اور جو دن گزرتا ہے، حسرت و آرزو کی ایک یاد چھوڑ جاتا ہے۔ دنیا کے سارے عیش و عشرت کے جلوے دل کی عشرت کامیوں سے تھے، لیکن دل کے بدلنے سے آنکھیں بھی بدل جاتی ہیں۔ پہلے غم کی تصویر بھی شادمانی کا مرقع نظر آتی تھی، اب خوشی کے شادیانے بھی بجتے ہیں تو ان میں سے درد و اندوہ کی صدائیں سنائی دیتی ہیں۔

قوموں کی زندگی کا بھی یہی حال ہے۔ ایک قوم پیدا ہوتی ہے بچپن کا عہد بے فکری کاٹ کر جوانی کی طاقت آزمائیوں میں قدم رکھتی ہے۔ یہ وقت کاروبار زندگی کا اہلی دور اور قومی صحت و تندرستی کا عہد نشاط ہوتا ہے۔

جہاں جاتی ہے اورج و اقبال اُس کے ساتھ ہوتا ہے اور جس طرف قدم اٹھاتی ہے دنیا اس کے استقبال کے لئے دوڑتی ہے۔ لیکن اس کے بعد جو زمانہ آتا ہے اس کو ”پیروی و مدعیب“ کا زمانہ سمجھئے کہ تو تین ختم ہونے لگتی ہیں اور چراغ میں تلک کم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ طرح طرح کے اخلاقی و تمدنی عوارض روز بروز پیدا ہونے لگتے ہیں۔ جمعیت و اتحاد کا شیرازہ بکھر جاتا ہے۔ اجتماعی قوتوں کا انحلال نظام ملت کو ضعیف رکھ کر زور کر دیتا ہے۔ وہی زمانہ جو کل تک اس کی جوانی کی طاقت کے آگے دم بخود تھا، آج اُس کے بستر پیری کے ضعف و نقاہت کو دیکھتا ہے تو ذلت و حقارت سے ٹھکرا دیتا ہے۔ ”قرآن کریم“ نے اسی قانون غفلت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

اللہُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَشِیْبَةً یَخْلُقْ مَا یَشَاءُ وَهُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ (۲۳: ۲۷)

اللہ وہ قادر مطلق ہے جس نے تم کو کمزور حالت میں پیدا کیا، پھر بچپن کی کمزوری کے بعد جوانی کی طاقت دی، پھر طاقت کے بعد دوبارہ کمزوری اور بڑھاپے میں ڈال دیا۔ وہ جس حالت کو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے اور وہی تمہاری تمام حالتوں کا علیم اور ہر حال کا ایک اندازہ کر دینے والا ہے۔

شاید ہماری جوانی کا عہد ختم ہو چکا، اب ”مدعیب“ پیری کی منزل سے گزر رہے ہیں۔ ہمارے بچپن جس قدر حیرت انگیز اور جوانی کی طاقتیں جس درجہ زلزلہ انگیز تھیں، دیکھتے ہیں تو بڑھاپے کے ضعف و نقاہت کو بھی انا ہی تیز باتے ہیں۔ شاید اس کے بعد اب منزل فنا و پیش ہے۔ چراغ تیل سے خالی ہے اور چولہا خاکستر سے بھر چکا ہے۔ گزشتہ باتوں کی مرثیہ ایک بات یاد رہ گئی ہے۔ اور جوانی کے افسانے خواب و خیال معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن اگر ہمیں مٹنا ہی ہے تو مٹنے میں دیر کیوں ہے؟ صبح فنا آگئی ہے تو شمع سحر کو کچھ ہی جانا چاہئے۔ جس بزم اقبال و عظمت میں اب ہمارے لئے جگہ نہیں رہی بہتر ہے کہ اوروں کے لئے اسے خالی کر دیں۔ ہم نے ایک ہزار برس سے زیادہ عرصے تک دنیا میں زندگی کے اچھے برے دن کاٹے اور ہر طرح کی لذتیں کھجلیں بکرائی کے تحت پر بھی رہے اور محکومی کی خاک پر بھی لوٹے۔ علم کی سرپرستی بھی کی اور جبل کی رفاقت میں بھی رہے جب عیش و عشرت کی بزم آرائیوں میں تھے تو اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے اور اب حسرت و آرزو کے غم کدے میں ہیں تو اس میں بھی ایک شان یکتائی رکھتے ہیں۔ زمانے نے ہمارے مٹانے کا فیصلہ کر لیا ہے تو دیر نہ کرے۔ لیکن گو ہم مٹ جائیں گے مگر ہمارے بٹھائے ہوئے نقشوں کا مٹانا آسان نہ ہو گا۔ تاریخ ہم کو کبھی نہ بھلا سکے گی اور ہمارا افسانہ عبرت ہمیشہ مسافرانِ عالم کو یاد آئے گا۔

خون کے آنسو رلائے گا:

گو کہ ہم صفحہ ہستی پہ تھے اک حرف غلط      ایک آٹھ بھی تو اک نقش بٹھا کے اٹھ  
رات کے پچھلے پہر کی تاریکی اور سائے میں یہ سطرین لکھ رہا ہوں۔ میرا تلب مضطر اور آنکھیں  
اشکبار میں۔ بہ خراب عید کے اشتیاق میں خفتگان انتظار کر ڈیں بدل رہے ہیں مگر میری نظر ایک  
جھلملاتے ہوئے تارے پر ہے۔ دیکھتا ہوں تو یاس و نا اُمید کی رات گوتا ایک ہے مگر پھر بھی ہماری اُمید  
کے اتنی پر ایک آخری ستارہ جھلملاتا رہا ہے۔ جن آنکھوں سے ہم نے خشک درختوں کو کٹتے دیکھا ہے انہیں  
آنکھوں نے خشک درختوں کو سرسبز و شاداب بھی ہوتے دیکھا ہے :

وَمِنْ آيَاتِهِ يُرِيكُمْ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا      اور خدا کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک یہ نشانی بھی  
وَيُنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فُلْجِي بِرَأْسِهَا      ہے کہ وہ تم کو ڈرنے اور امید کرنے کے لئے بجلی دکھلاتا  
بَعْدَ مَوْتِهِمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ      ہے پھر آسمان سے پانی برساتا ہے اور اس کے ذریعے  
يَعْقِلُوْنَ۔ (۱۵: ۳۰)      سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کر دیتا ہے۔ بیشک

عقل مندوں کے لئے ان باتوں میں قدرت الہی کی بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔

## مناقب صدیقؐ

اللہ غنی یہ احترام صدیقؐ ہے منبر مصطفیٰ مقام صدیقؐ

قرآن میں ہیں جا بجا ہے مرقوم اسمائے نبی کے بعد نام صدیقؐ

دیگر

مخلوق الہی ہیں انسان افضل ! انسانوں میں ہر جیش رسولان افضل

ہیں بعد رسولوں کے خدائی بھرے صدیق رفیق شہ خواں افضل





سیٹھ نواز اہل حق شہنشاہ پاکستان

## مطالعہ

چونکہ پاکستان کے شہنشاہ کا یہ حق ہے کہ اس کے شہنشاہ پر ایمان رکھتا ہے۔  
چونکہ پاکستان کے شہنشاہ کے لئے شہنشاہ کا یہ حق ہے کہ اس کے شہنشاہ پر ایمان رکھتا ہے۔  
وہ ان کے لئے حق ہے اور ان کے لئے حق ہے۔

### لحنا

- ۱۔ قیام پاکستان کے بعد ہر ایک نے پاکستان کو مسلمانوں کے لئے دیا ہے کہ وہ پاکستان کے لئے دے۔
- ۲۔ اس بات کا وہ حق ہے کہ وہ پاکستان کے لئے دے۔
- ۳۔ پاکستان میں ہی ہر ایک نے پاکستان کے لئے دے۔
- ۴۔ پاکستان میں ہی ہر ایک نے پاکستان کے لئے دے۔
- ۵۔ پاکستان میں ہی ہر ایک نے پاکستان کے لئے دے۔
- ۶۔ پاکستان میں ہی ہر ایک نے پاکستان کے لئے دے۔
- ۷۔ پاکستان میں ہی ہر ایک نے پاکستان کے لئے دے۔
- ۸۔ پاکستان میں ہی ہر ایک نے پاکستان کے لئے دے۔
- ۹۔ پاکستان میں ہی ہر ایک نے پاکستان کے لئے دے۔
- ۱۰۔ پاکستان میں ہی ہر ایک نے پاکستان کے لئے دے۔

**SHAMS-UL-ISLAM,**  
**BHERA (Pakistan)**

باہتمام اہم غلام حسین دیپتو - پرنٹر - پبلشر  
ٹائیپو پریس سرگودھا سے چھپو بھیرا (پاکستان) سے شائع ہوا